بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلّهم

هو الحبیب الّذی ترجی شفاعته

لکلّ هولٍ من الاهوال مقتحم

محمّد سیّد الکونین والثّقلین

والفریقین من عربٍ وّمن عجم

فانّ من جودک الدّنیا وضرّتها

ومن علومک علم اللّوح والقلم

صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحفظِ مقامِ مصطفیٰ کا نقیب
اور نفاذِ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار

INTERNATIONAL

رجب المرجب 1438ھ بمطابق اپریل 2017ء

شیخ المشائخ حضور خواجہ پیر محمد اسلم قادری رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست اعلیٰ: مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی شیخ الحدیث والتفسیر

قیمت فی شمارہ	زر سالانہ	U.K	U.S.A
30 روپے	360 روپے	20 پاؤنڈ سالانہ	40 ڈالر سالانہ

عرب امارات
100 درہم سالانہ

شمارہ میں شائع ہونے والی نگارشات کے نفسِ مضمون کی ذمہ داری لکھنے والوں پر ہے

پبلشر محمد مسعود قادری پرنٹر سلیمان تیمور مقامِ اشاعت الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد کرمی گجرات

خط و کتابت اور ترسیلِ زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ "اہلسنت" الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد کرمی گجرات

حمد و نعت

جب گروں میں تو کوئی مجھ کو اُٹھا دیتا ہے
یہ تصور تیری ہستی کا پتا دیتا ہے

جان و دل ہوش وخرد تیری عطائیں مولیٰ
سب جہانوں کو ترا حسن جلا دیتا ہے

تیری قدرت کے ہیں ہر سمت سہانے منظر
اپنی عظمت پہ گواہی تو بجا دیتا ہے

ڈالیاں جھومتی ہیں تیری ثنا خوانی میں
پتا پتا تیری مدحت کی ہوا دیتا ہے

جز ترے بگڑی بنا سکتا ہے کس کی کوئی
ہاں مگر تو ہی جسے اذنِ عطا دیتا ہے

کیا ہی اعزاز ہے کیا میرا نصیبا یارب
اپنا محبوب مجھے راہ نما دیتا ہے

تیری تمجید مرے لب پہ ہو ہر دم جاری
دلِ مجبورؔ ترے در پہ صدا دیتا ہے

(جل جلالہ)

کیا بات ہے اُس شاں کرم جود وسخا کی
ہر چیز طلب سے ہے مجھے پہلے عطا کی

یہ جان یہ ایمان یہ قرآن وہدایت
ہم پر یہ کرم آپ کا رحمت ہے خدا کی

کیا سمجھے بھلا کوئی بشر آپ کا رُتبہ
پتھر ہیں پڑے عقل یہ بنیاد ہے خاکی

ہے آپ کے انوار سے ہر سمت اُجالا
ہے آپ کے فیضان سے توقیر وفا کی

یہ جرأتِ اظہار بھی ہے آپ کا احساں
بندوں میں وگرنہ تھی کہاں سوچ رسا کی

ہے آپ سا دُنیا میں کہاں کوئی حق آگاہ؟
پیغام یہ دیتی ہے ہر اک موج صبا کی

چاہوں میں شفاعت کیلئے آپ کا دامن
مجبورؔ سدا میں نے یہی حق سے دُعا کی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

سید عارف مجبور رضوی

ہم کیسے مُسلمان ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پورے عالم اسلام میں اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کی یاد منانے کیلئے جلسے، جلوس اور محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، بالخصوص پاکستان میں تقریباً تمام مکاتب فکر اپنی انجمنوں اور تنظیموں کے زیرِ نگرانی سالانہ یا ماہانہ دینی تربیتی پروگرام منعقد کروانا اپنا اہم ترین فریضہ سمجھتے ہیں، لیکن ہم پر اس سے بھی بڑا فریضہ ''آیات قرآنیہ اور اللہ، رسول اللہ ﷺ کے نام کا ادب واحترام'' ہے، میری مراد اشتہارات وغیرہ کی صورت میں ان پاکیزہ الفاظ کی مروجہ بے ادبی سے ہے، جن پر بسم اللہ کے ساتھ ساتھ اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کا نام نیز اولیاء کرام اور علماء حضرات کے نام بھی پرنٹ ہوتے ہیں۔ اور کبھی کبھی تو اشتہارات پر خانہ کعبہ یا گنبدِ خضراء شریف کا عکس وغیرہ بھی پرنٹ ہوتا ہے، جلسوں میں عوام کو دعوت دینے کیلئے کاغذی اشتہارات گلی، محلے کی عموماً ایسی دیواروں پر بے دریغ چسپاں کردیئے جاتے ہیں جن کے نیچے سے گندی نالیاں بہہ رہی ہوتی ہیں لیکن افسوس! کہ یہ متبرک اشتہار جتنے شوق سے لگائے جاتے ہیں مقررہ مدت کے بعد انہیں اتارنے کا ہمارے ہاں کوئی بھی انتظام نہیں اور نہ ہی تنظیمات کا اس طرف کوئی دھیان ہوتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ اشتہارات کچھ عرصہ بعد خود ہی پھٹ کر یا بارش سے گل کر نیچے نالیوں یا گلیوں میں گر جاتے ہیں۔

اور یہی حال اخبارات اور سکول وغیرہ کی بالخصوص اسلامیات کی کتب یا قراطیس کا ہے جن میں قرآنی آیات، احادیث اور مبارک نام درج ہوتے ہیں جن سے استفادہ کر کے بڑی بے اعتنائی کے ساتھ باہر کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کی نذر کر دیا جاتا ہے یا ردی میں بیچ دیا جاتا ہے، اور گاہے گاہے بلکہ بالعموم پھیری لگانے والے حضرات کاغذ کے انہی مبارک ٹکڑوں پر چیزیں فروخت کرتے ہیں جن کا انجام بھی بالآخر کوڑے کرکٹ کا ڈھیر یا گلی کوچوں میں گزرنے والوں کے پاؤں تلے روندا جانا ہی ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب اللہ کے نام والا کوئی کاغذ زمین پر گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ۷۰ ہزار فرشتے بھیجتا ہے جو اس نام کو اپنے پروں میں چھپا لیتے ہیں اور اُس وقت تک اسکی تقدیس کرتے رہتے ہیں جب تک اللہ کے ولیوں میں سے کوئی ولی آکر اسے اٹھا نہیں لیتا۔''

حضرت بشر حافی رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ سے کسی نے پوچھا:

''کیا وجہ ہے کہ آپ کا نام لوگوں میں مشہور ہے نبی؟

فرمایا:

''ایک دن راستے میں جاتے ہوئے مجھے زمین پر بسم اللہ شریف والا کاغذ نظر آیا میں نے اسے اُٹھا کر صاف کیا اور معطر کر کے کسی محفوظ جگہ پر رکھ دیا، رات کو خواب میں مجھے کسی کہنے والے نے کہ:

''اے بشر! تم نے ہمارا نام پاک کیا ہم تمہارا نام دنیا والوں میں پاک کر دیں گے۔''

حضرت منصور بن عمار الواعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توبہ کا یہ سبب بنا کہ:

''انہوں نے راستے میں پڑا ایک صفحہ دیکھا جس پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی تھی، اسے محبت سے اٹھا لیا لیکن اسے رکھنے کیلئے کوئی بھی محفوظ جگہ نہ ملی تو انہوں نے اسے احتراماً کھا لیا، خواب میں انہیں فرمایا گیا کہ:

''اللہ نے اس کاغذ کے احترام کی وجہ سے تجھ پر اپنی حکمتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔''

چند ضروری گذارشات:

۱: علماء سے سنا ہے کہ:

''جب کوئی بیٹھ کر قرآن ہاتھ میں لیکر تلاوت کرتا ہو تو کوئی دوسرا شخص اس کے قریب کرسی وغیرہ پر نہ بیٹھے، تو آیات یا ادبی عبارات والے اوراق کو پاؤں تلے روندنا بھلا کیونکر جائز؟

۲: خانہ کعبہ کا غلاف چوما بھی جاتا ہے اور اس کے ٹکڑے مختلف ممالک کو بطور تبرک بھی بھیجے جاتے ہیں، جب غلاف کا یہ ادب ہے تو ان کاغذوں کا ادب کیوں نہیں جن پر ادبی عبارات درج ہوتی ہیں؟

۳: علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

''گندی جگہوں پر قرآن، حدیث، ذکر واذکار یا درود وسلام پڑھنا جائز نہیں تو انہی جگہوں پر ادبی عبارات سے بھرے ہوئے اشتہارات لگانا یا ادبی کاغذات کو پھینکنا کیسے جائز ہوگا؟

۴: حدیث شریف میں آتا ہے:

''صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا مبارک پانی بھی نیچے نہیں گرنے دیتے تھے۔ یہی انکی کامیابی کا راز تھا جس کاغذ پر اللہ یا اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام گرامی لکھا ہو اس کا ادب کیونکر نہ کیا جائے؟

۵: قرآنی آیات سے دَم کیا ہوا پانی ہم زمین پر نہیں پھینکنا پسند کرتے تو قرآنی یا ادبی عبارات والا کاغذ زمین پر بلکہ گندی نالیوں اور گٹروں میں جاتا کیسے گوارا کر لیتے ہیں؟

۶: تعویذ پر قرآنی آیات یا ذکر واذکار درج ہوتے ہیں اسے ہم نہ تو زمین پر گرنے دیتے ہیں اور نہ ہی بیت الخلاء میں لے کر جاتے ہیں تو کیا دوسرے ادبی کاغذ اس احترام کے قابل نہیں؟

۷: ادبی کاغذوں کی یہ بے حرمتی اگر کسی غیر مسلم سے سرزد ہو جائے تو ہم احتجاجی جلوس اور مظاہرے کرتے ہیں اور واجب القتل تک کے فتوے لے آتے ہیں لیکن ہماری بے ادبیوں پر ہمارا محاسبہ کون کرے؟

۸: علماء فرماتے ہیں کہ:

''اس امت کے عمل دن رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بمعہ نام ونسب پیش کئے جاتے ہیں۔''

تو کیا ہم چاہیں گے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں ہمارے ایسے کرتوت پیش ہوں؟''

۹: ''قرآن مجید'' میں ہے کہ:

'تم بہترین امت ہو۔''

تو جب بنی اسرائیل کا ۲۰۰ سال تک گناہوں میں زندگی گزارنے والے شخص کو صرف نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب واحترام اور چوم کر آنکھوں

پر لگانے کی وجہ سے جنت مل جائے تو سوچو! ہم تو "غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے" کا نعرہ مارنے والی بہترین امت ہیں ہم پر اس احترام کے بدلے کیا کیا عنایات ہونگی؟

۱۰: ایک وقت تھا جب بچوں کو ادب واحترام بھی سکھایا جاتا تھا کہ ایک بچہ دوسرے سے کہتا:

"یا میرا بستہ زمین تے نہ سُٹیں ایہدے وچ اسلامیات دی کتاب ای۔"

لیکن آج حالات دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے، میں پوچھتا ہوں کیا آج وہ احترام جرم ہے؟

میں مسلمان کہلانے والے ہر مکتب فکر سے اپیل کرتا ہوں کہ:

"خدارا لفظ "مسلمان" کے مطلب ومقاصد پر غور فرمائیں کیونکہ اپنے خدا اور رسول ﷺ کے نام کی عزت آبرو رکھنا کسی خاص محکمے ذمہ داری نہیں بلکہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہی نیکی پسند فرمالے!

کیا ہم یہ نہیں کر سکتے کہ۔۔۔؟

۱: ہم جلسے جلوس یا محافل میں عوام کو جمع کرنے کیلئے کام کاغذی اشتہار کی بجائے آرٹ پیپر کے لگائے جانے والے اشتہارات یا پینا فلیکسز کا سہارا لے لیں جنہیں مقررہ مدت کے بعد بڑی آسانی سے اتار کر محفوظ جگہ پہنچا دیا جائے۔

۲: یا اشتہارات کی بجائے محض اعلانات اور دعوت ناموں کے ذریعے کام چلایا جائے، یہ طریقہ زیادہ کار آمد اور محتاط ہے۔

۳: علاقے کی تمام تنظیمات اپنے اپنے حلقے کے ادبی بکس ہر ۱۵ دن بعد خالی کر کے ادبی کاغذات کو کسی محفوظ مقام پر بھیج دیں۔

۴: راہ چلتے ہوئے کسی بھی ادبی کاغذ کو اٹھا کر بکس میں ڈال دیں، تاکہ لوگوں کے قدموں تلے آنے سے بچ جائے۔

۵: والدین بچوں کی فالتو کتابیں یا کاپیاں ردی میں بیچنے کی بجائے انہیں ادبی کاغذات کیلئے لگائے جانے والے بکسز میں ڈال دیں، تاکہ کوئی بھی ریڑی بان ان ادبی کاغذات کا استعمال چیزیں فروخت کرنے کیلئے نہ کرے۔

اپیل ہے کہ:

خطباء، علماء، ٹیچر اور پروفیسر حضرات اپنے اپنے حلقہ وساطت تک اس پیغام کو عام کریں۔ خدا سب کو اسکی جزاء فرمائے!

اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِ عام رکھ دیا

انتقال پر ملال

گزشتہ دنوں بہت ہی پیارے دوست مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی کے والد گرامی انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

دعا ہے اللہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

استاذ العلماء، پیشوائے اہلسنت پیر محمد افضل قادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سَرَیۡتَ مِنۡ حَرَمٍ لَیۡلًا اِلٰی حَرَمٍ
کَمَا سَرٰی الۡبَدۡرُ فِیۡ دَاجٍ مِنَ الظُّلَمِ
وَبِتَّ تَرۡقٰی اِلٰی اَنۡ نِلۡتَ مَنۡزِلَۃً
مِنۡ قَابِ قَوۡسَیۡنِ لَمۡ تُدۡرَکۡ وَلَمۡ تُرَمِ
وَقَدَّ مَتۡکَ جَمِیۡعُ الۡاَنۡبِیَاءِ بِھَا
وَالرُّسُلِ تَقۡدِیۡمَ مَخۡدُوۡمٍ عَلٰی خَدَمِ(۱)

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر، عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے
تبارک اللہ شان تیری، تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر، وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر اسی
کے جلوے اُسی سے ملنے، اسی سے اُس کی طرف گئے تھے(۲)

لفظ معراج کا معنی ہے:

اوپر چڑھنے کا بڑا آلہ یعنی بڑی سیڑھی یا میلاد کی طرح مصدر کے معنی میں ہے یعنی بہت اوپر چڑھنا اور مسلمانوں کے عرف میں معراج: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روشن واعظم ترین معجزات اور اعلیٰ ترین فضائل وکمالات سے ہے جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیداری کی حالت میں جسم وروح کے ساتھ نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ میں پہنچے اور انبیاء ورسل اور ملائکہ عظام کی نماز امامت فرمائی پھر ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ اور عرش سے گزر کر مقام قاب قوسین پر فائز ہو کر تمام اولین وآخرین سب پر سبقت لے گئے کیوں کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہنچے وہاں نہ کوئی نبی پہنچا، نہ کوئی رسول اور نہ ہی کوئی مقرب فرشتہ۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار عظیم الشان نشانیوں کو دیکھا حتیٰ کہ اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب تعالیٰ جل جلالہ کا دیدار فرمایا اور اللہ رب العزت نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے شمار علوم ومعارف اور انعامات واکرامات سے نوازا۔

ذکرِ معراج قرآن مجید میں:

۱: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔"(۳)

"وہ ذات (ہر نقص وعیب اور کمزوری وعجز) سے پاک ہے جس نے اپنے بندہ محبوب کو رات کے کچھ حصے میں سیر کرائی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد ونواح کو ہم نے بابرکت فرما دیا تاکہ ہم (آسمانوں کی سیر اور مقام قاب قوسین پر فائز کر کے) اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ بہت سننے والا بہت دیکھنے والا ہے۔"

۲: "وَ النَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَ مَا

۱: "قصیدہ بردہ شریف"۔
۲: امام احمد رضا خاں بریلوی۔
۳: "سورہ بنی اسرائیل": ۱۔

غَوٰی۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی۔ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی۔ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی۔"(۴)

"قسم ہے پیارے تارے محمد کی جب وہ معراج سے اترے۔ تمہارے صاحب نہ کبھی گمراہ ہوئے اور نہ کبھی بہکے، اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں خوب پڑھایا سخت قوتوں والے طاقتور دانا (اللہ) نے۔ پھر اس نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ (اللہ) قریب ہوا پس وہ خوب قریب ہوا یہاں تک کہ فاصلہ تھا دو کمانوں کا یا اس سے کم، اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم جھگڑتے ہو؟ اس کے دیکھنے پر اس نے تو اسے پھر دیکھا۔ سدرہ المنتہیٰ کے پاس جس کے پاس جنت الماویٰ ہے جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا آنکھ نہ پھری نہ حد سے بڑھی بیشک اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔"

محدثین کا اتفاق ہے کہ معراج ہجرت مدینہ سے قبل ہوئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں:

"اِعْلَمْ اَنَّهٗ قَدِاشْتَهَرَ فِیْمَا بَیْنَ النَّاسِ بِدِیَارِ الْعَرَبِ اَنَّ مِعْرَاجَهٗ ﷺ كَانَ لِسَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ مِنْ رَجَبٍ۔"

"تم جان لو! کہ دیارِ عرب کے لوگوں میں ۲۷ رجب المرجب کی تاریخ مشہور ہے۔"(۵)

امام زرقانی فرماتے ہیں:

"۲۷ رجب المرجب پر ہی مسلمانوں کا عمل ہے۔"

نیز فرماتے ہیں:

"معراج کی روایت کرنے والے صحابہ کی تعداد ۴۵ ہے۔"

خلاصہ واقعات معراج:

حضور نبی اکرم ﷺ حضرت ام ہانی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا کے گھر میں آرام فرما رہے تھے کہ جبرئیل امین عَلَیْهِ السَّلَام حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو حطیم کعبہ میں لے گئے۔ آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو گردن کے نیچے سے لے کر ناف کے نیچے تک چاک کیا۔ اس واقعہ کو شق صدر کہا جاتا ہے۔ آپ کا قلب اطہر نکال کر سونے کی طشت میں رکھا اور آبِ زمزم سے غسل دے کر انوارِ ایمان اور حکمت (علم الموجودات) سے خوب بھر کر پھر سینہ میں رکھ کر پیٹ کو بند کر دیا۔ پھر براق (بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتار جانور) پیش کیا، جو گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے چھوٹا تھا اور اس قدر تیز رفتار تھا کہ اپنی نظر کی انتہا پر اپنا قدم رکھتا تھا۔ اس موقع پر براق نے اس عظیم اعزاز پر شوخی کی تو جبرئیل امین عَلَیْهِ السَّلَام نے کہا:

"اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا؟ فَمَا رَكِبَكَ اَحَدٌ اَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا۔"

"کیا تو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ایسا کرتا ہے؟ کوئی بھی اِن سے زیادہ اللہ کے نزدیک عزت والا نہیں جو تجھ پر سواری کرے پس وہ براق پسینہ پسینہ ہو گیا۔"(۶)

پھر آپ ﷺ مدینہ منورہ، مدین، مزار حضرت موسیٰ عَلَیْهِ السَّلَام اور ولادت گاہ عیسیٰ عَلَیْهِ السَّلَام سے گزرتے ہوئے مسجد اقصیٰ پہنچے اور بعض مقدس مقامات پر آپ ﷺ نے نماز بھی پڑھی۔ فرماتے ہیں:

"میں کثیب احمر کے پاس حضرت موسیٰ عَلَیْهِ السَّلَام کی قبر کے پاس سے گزرا:

"وَهُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ۔"

"وہ اپنی قبر میں کھڑے تھے اور صلوٰۃ یعنی نماز یا درود شریف پڑھ رہے تھے۔"(۷)

۴: "سورہ نجم" آیت نمبر ۱ تا ۱۸۔

۵: "ماثبت من السنه" باب ذکر شہر رجب، صفحہ: ۲۵۲۔

۶: "جامع ترمذی" باب ومن سورۃ بنی اسرائیل الرقم: ۳۱۳۱۔

۷: "صحیح مسلم کتاب الفضائل" باب من فضائل موسی علیه السلام الرقم: ۲۳۴۵۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب مسجد اقصیٰ پہنچا تو:

"قَالَ جِبْرَئِيْلُ بِاِصْبَعِهٖ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ۔"

"جبرئیل عَلَيْهِ السَّلَام نے انگلی سے اشارہ کر کے پتھر میں سوراخ کیا اور اس کے ساتھ براق کو باندھ دیا۔"(۸)

اس سے حضرت جبرئیل امین عَلَيْهِ السَّلَام کا خادم ہونا اور آپ ﷺ کا مخدوم ہونا واضح ہوتا ہے جیسا کہ درودِ تاج میں ہے:

"جِبْرَئِيْلُ خَادِمُهٗ۔"

تیرے درکا درباں ہے جبرئیل اعظم
تیرا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے(۹)

آپ ﷺ فرماتے ہیں میں نے انبیاء کو پہچان لیا، کچھ قیام، کچھ رکوع اور کچھ سجدہ کر رہے تھے تو مؤذن نے اذان پڑھی پھر اقامت پڑھی پس ہم کھڑے ہو کر صف بستہ انتظار کرنے لگے کہ امامت کون کرائے گا تو جبرئیل امین عَلَيْهِ السَّلَام نے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا تو میں نے انبیاء عظام کی امامت کرائی۔ اس موقع پر متعدد انبیاء عظام جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ عَلَيْهِمُ السَّلَام شامل ہیں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعامات کے ذکر پر مشتمل خطبے پڑھے پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ خطبہ پڑھا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَرْسَلَنِيْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا لِلنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ وَ اَنْزَلَ عَلَيَّ الْفُرْقَانَ فِيْهِ تِبْيَانٌ لِكُلِّ شَيْءٍ وَّجَعَلَ اُمَّتِيْ وَسَطًا وَجَعَلَ اُمَّتِيْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِيْ صَدْرِيْ وَوَضَعَ عَنِّيْ وِزْرِيْ وَرَفَعَ لِيْ ذِكْرِيْ وَجَعَلَنِيْ فَاتِحًا وَخَاتِمًا۔"

"ہر تعریف اس اللہ کے لئے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا اور تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور مجھ پر ایسا کلام نازل کیا جو حق و باطل میں فرق کرنے والا اور جس میں ہر شئے کا بیان موجود ہے اور میری امت کو مرکزی امت بنایا اور میری امت کو اول اور آخر بنایا اور میرا سینہ کھول دیا اور میرا بوجھ اتار دیا اور میرا ذکر بلند کر دیا اور مجھے ہر میدان میں فاتح بنایا اور نبوت کا سلسلہ ختم کرنے والا۔"

اس کے بعد جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ عَلَيْهِ السَّلَام کھڑے ہوئے اور فیصلہ سنایا:

"بِهٰذَا فَضَلَكُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ۔"

"اِن فضائل کی وجہ سے محمد ﷺ تم سب پر فضیلت لے گئے۔"(۱۰)

تو سب انبیاء خاموش رہے اور اس طرح تمام انبیاء کا اجماع ہوا کہ حبیب خدا ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"ثُمَّ عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ۔"

"پھر مجھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا۔"(اسی سے اس واقعہ کو معراج کہا جاتا ہے)

حضرت جبرئیل امین نے آسمان کے خازن (منتظم) سے کہا:

"کھولو!"

انہوں نے پوچھا کون ہے؟

کہا:

"جبرئیل۔"

اس نے پوچھا:

"آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے؟"

کہا:

"محمد ﷺ۔"

۸:"جامع ترمذی" باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، الرقم: ۳۱۳۲۔

۹: امام احمد رضا خاں بریلوی۔

۱۰:" تفسیر در منثور" جلد: ا، صفحہ: ۲۰۱، زیر بحث بنی اسرائیل کی آیت نمبر: ا۔"مجمع الزوائد" باب منه فی الاسراء، الرقم: ۲۳۵۔"شفاء شریف" فصل فی تفصیله بما تضمنته۔

اس نے پوچھا کیا انہیں بلایا گیا؟

کہا:

''ہاں''۔

تو اس نے دروازہ کھول دیا۔ یہ سب سوالات وجوابات ساتوں آسمانوں پر ہوئے۔

پہلے آسمان پر حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے استقبال کیا اور کہا:

''خوش آمدید! بہت صلاحیت وقابلیت والے نبی اور بڑی قابلیت والے بیٹے''۔

حضرت آدم دائیں جانب صورتیں دیکھتے تو خوش ہوتے اور بائیں جانب صورتوں کو دیکھتے تو رونے لگتے۔ جبریئل امین نے عرض کی:

''دائیں جانب اہل جنت اور بائیں جانب اہل جہنم کی صورتیں ہیں''۔

دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ وحضرت زکریا عَلَیْہِمَا السَّلَام نے استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

تیسرے آسمان پر حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے استقبال کیا اور خوش آمدید کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو آدھا حسن دیا گیا ہے''۔

چوتھے آسمان پر حضرت ادریس عَلَیْہِ السَّلَام نے استقبال کیا۔

پانچویں آسمان پر حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام نے استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے استقبال کیا اور خوش آمدید کہا، رونے لگے اور وجہ پوچھنے پر کہنے لگے:

''یہ بڑی صلاحیت والے نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے ہیں لیکن ان کی امت میری امت کی نسبت بڑی زیادہ تعداد میں جنت میں داخل ہوگی''۔

اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ''۔

''ملائکہ کے قبلہ بیت المعمور کی طرف وہ ٹیک لگا کر تشریف فرما ہیں اور اس میں ہر روز ۷۰ ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں اور دوبارہ اُن کو باری نہیں ملتی''۔(۱۱)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''ثُمَّ رُفِعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى''۔

''پھر مجھے مقام جبریئل سدرۃ المنتہیٰ پر فائز کیا گیا''۔

تو دیکھا کہ جو اعمال زمین سے یہاں پہنچتے ہیں انہیں یہاں سے وصول کر لیا جاتا ہے اور جو امور اوپر سے نازل ہوتے ہیں وہ بھی یہاں سے وصول کر لئے جاتے ہیں۔(۱۲)

جب جبریئل امین سدرۃ المنتہیٰ پر رک گئے حضرت شیخ سعدی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریئل امین علیہ السلام کا مکالمہ یوں بیان فرماتے ہیں:

بدو گفت سالار بیت الحرام
که اے حامل وحی برتر خرام
اگر یک سر مُوئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

یعنی جبریئل امین نے بیت الحرام کے سردار سے کہا:

''اے وحی لانے والے فرشتے اوپر آؤ''۔

تو جبریئل امین نے عرض کی:

''اگر ایک بال کے سرے کے برابر اوپر پرواز کروں تو تجلیات کی شدت کی وجہ سے میرے پر جل جائیں''۔

ایک روایت میں اسطرح آیا حضرت جبریئل نے عرض کی:

''لَوْ دَنَوْتُ أُنْمُلَةً لَاحْتَرَقْتُ''۔

۱۱: ''صحیح مسلم'' باب الاسراء، الرقم: ۲۵۹۔

۱۲: ''مشکوۃ المصابیح'' باب فی المعراج، فصل اول۔

"اگر میں ایک انگلی کے برابر آپ ﷺ کے قریب آؤں تو جل جاؤں گا۔"(۱۳)

اور تفسیر ابن کثیر میں ہے جب میں سدرۃ المنتہیٰ پہنچا:

"فَرَفَضَنِیْ جِبْرَئِیْلُ وَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔"

"تو جبرئیل امین نے مجھے چھوڑ دیا تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر گیا۔"

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"ثُمَّ عُرِجَ بِیْ حَتّٰی ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًی اَسْمَعُ فِیْهِ صَرِیْفَ الْاَقْلَامِ۔"

"پھر مجھے بلند مقام پر چڑھایا گیا جہاں میں قلموں کی آواز سنتا تھا۔"(۱۴)

امام شعرانی فرماتے ہیں:

"معراج کے موقع پر آپ کا اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ کی بارگاہوں سے بھی گزر ہوا جس کی صفات سے آپ متصف ہوئے جب رحیم سے گزرے تو رحیم ہو گئے جو غفور پر گزرے تو غفور ہو گئے، جب کریم سے گزرے تو کریم ہوئے، جب حلیم سے گزرے تو حلیم ہو گئے، جب شکور پر گزرے تو شکور ہو گئے اور جب جواد پر گزرے تو جواد ہو گئے جب کسی بھی اسم مبارک سے گزرتے تو انتہائی کمال عطا کر دیئے جاتے۔"(۱۵)

وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا
رؤف و رحیم و علیم و علی ہے(۱۶)

فرماتے ہیں:

"ثُمَّ دُلِّیَ لِیْ قَطْرَةٌ مِنَ الْعَرْشِ فَوَقَعَتْ عَلٰی لِسَانِیْ......... فَاَنْبَانِیَ اللّٰهُ بِهَا نَبَاَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَنَوَّرَ قَلْبِیْ۔"(۱۷)

"پھر عرش سے ایک قطرہ گرا دیا گیا جو میری زبان پر پڑا.......... تو اللہ تعالیٰ نے اس سے مجھے پہلوں اور پچھلوں کی خبریں بتا دیں اور میرے دل کو خوب خوب روشن فرما دیا۔"

آپ ﷺ نے ۷۰ ہزار حجابات جن میں سے ہر ایک کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت تھی۔

فرماتے ہیں:

"میں کچھ وحشت محسوس کی تو کسی نے ابوبکر کی آواز میں کہا:

"قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّكَ یُصَلِّیْ۔"

"اے محمد! (ﷺ) ٹھہر جاؤ تمہارا رب صلوۃ بھیج رہا ہے۔"

پھر فرماتے ہیں: "میری وحشت دور ہو گئی۔"

تو آواز آئی:

"اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ۔"

"اے احمد قریب آؤ، اے محمد قریب آؤ۔"(۱۸)

قرآن مجید میں ہے:

"ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔"(۱۹)

"پھر وہ قریب ہوا پس اور قرب چاہا پس فاصلہ دو کمانوں کا یا اس سے کم۔"

صحیح بخاری میں ہے:

"وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰی۔"

"اور رب العزت جبار قریب ہوا پس اور قرب چاہا۔"(۲۰)

چنانچہ حضور نبی اکرم ﷺ نے سر کی آنکھوں سے اپنے

۱۳: "تفسیر کبیر" زیر بحث سورہ بقرہ آیت نمبر: ۳۴۔ "شرح شفا" فصل: فی فوائد متفرقة، جلد: ۱، صفحہ: ۴۳۷۔
۱۴: "صحیح بخاری" باب کیف فرضت الصلوة فی، الرقم: ۳۴۹۔ "صحیح مسلم" باب الاسراء برسول اللہ، الرقم: ۲۶۳۔
۱۵: الیواقیت والجواهر امام شعرانی۔
۱۶: امام احمد رضا خاں بریلوی۔
۱۷: "مدارج النبوت" جلد دوم، صفحہ: ۲۰۳۔
۱۸: الیواقیت والجواهر امام شعرانی۔
۱۹: "سورہ نجم"۔
۲۰: "صحیح بخاری" باب: وکلم اللہ موسیٰ تکلیما، الرقم: ۷۵۱۷۔

رب تعالیٰ کا خوب دیدار کیا۔ اسرار و رموز کی باتیں ہوئیں بے شمار علوم و معارف آپ کو عطا ہوئے سورہ بقرہ کی آخری آیات کا بلا واسطہ فرشتہ آپ ﷺ پر نزول ہوا اور پچاس نمازیں آپ پر اور آپ کی امت پر فرض کی گئیں اور آپ نے امت کی مغفرت کا سوال کیا اور بارگاہ الوہیت سے مغفرت امت اور قبول شفاعت کا وعدہ فرمایا گیا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

'' فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَبَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بُرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلَّمَنِي كُلَّ شَيْءٍ۔

''اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سینہ اور میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک سینہ میں پائی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز کا علم دے دیا۔''(۲۱)

واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا:

''آپ کی امت پر کیا فرض ہوا؟

فرمایا:

''دن رات میں پچاس نمازیں۔''

تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

''آپ کی امت ہرگز پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی میں بنی اسرائیل کا تجربہ کر چکا ہوں۔''

''فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ۔

''آپ اپنے رب کی طرف جائیں اور تخفیف کا سوال کریں۔''(۲۲)

چنانچہ خلاصہ حدیث یہ ہے:

''آپ ﷺ بار بار اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصرار پر حاضر ہوتے رہیں اور نمازوں میں تخفیف ہوتی رہی یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے محمد! (ﷺ) دن رات میں پانچ رہ گئیں ہیں ہر نماز پر ۱۰ نمازوں کا ثواب ہے لہذا یہ (ثواب میں) پچاس ہی ہیں جو ایک نماز پڑھے گا اس ۱۰ کا ثواب ملے گا اور جو ایک نماز چھوڑے گا اسے صرف ایک نماز کے چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔''

اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار پھر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں جا کر باقی پانچ نمازوں کی معافی کا سوال کرنے پر اصرار کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں اتنی بار حاضر ہوا ہوں کہ اب مجھے حیا محسوس ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

''لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى۔''(۲۳)

''اور البتہ تحقیق اس نے (بندہ محبوب) نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں''۔

واپسی پر جنت و دوزخ کا مشاہدہ بھی فرمایا۔ سدرۃ المنتہیٰ پر فرشتوں اور ارواح انبیاء کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ فرمایا اور جو بے شمار عظیم نشانیاں دیکھیں، دکھانے والا اللہ تعالیٰ اور دیکھنے والے حبیب اکرم ﷺ ہی جانتے ہیں۔

سفر معراج میں عالم برزخ کے چند نظارے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے:

''سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا'' کی تفسیر میں فرمایا:

''میرے پاس ایک گھوڑی لائی گئی اور اس پر مجھ کو سوار کرایا گیا''۔

آپ نے فرمایا:

''اس کا قدم منتہیٰ بصر پر تھا، آپ روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ جبرائیل بھی چلے آپ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جو ایک دن

۲۱: ''تفسیر درمنثور'' جلد: ۵، صفحہ: ۳۲۰۔ ''اخرجه الطبرانی فی السنة والشیرازی فی الالقاب وابن مردویه''۔

۲۲: ''صحیح مسلم'' باب الاسراء برسول، الرقم: ۲۵۹۔

۲۳: ''سورہ نجم'' ۱۸۔

فصل بوتی تھی اور دوسرے دن فصل کاٹ لیتی تھی اور جس قدر وہ فصل کاٹتے تھے اتنی ہی فصل بڑھ جاتی تھی۔"

آپ نے کہا:

"اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟"

انھوں نے کہا:

"یہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے ہیں، ان کی نیکیوں کو سات سوگنا تک بڑھا دیا گیا۔ اور تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اور چیز لے آتا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

پھر آپ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سروں کو پتھروں سے کچلا جا رہا تھا اور جب سر کچل دیا جاتا تو وہ سر پھر درست ہو جاتا اور ان کو مہلت نہ ملتی (کہ پھر سر کچل دیا جاتا) میں نے کہا:

"اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟"

انہوں نے کہا:

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز کے وقت بھاری ہو جاتے تھے۔"

پھر آپ ایسی قوم کے پاس گئے جن کے آگے اور پیچھے کپڑوں کی دھجیاں تھیں اور وہ جہنم کے کانٹے دار درخت زقوم کو جانوروں کی طرح چر رہے تھے اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے تھے۔

میں نے کہا:

"اے جبرائیل! یہ ن لوگ ہیں؟

انہوں یں نے کہا:

"یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوۃ ادا نہیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر بالکل ظلم نہیں کیا اور نہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہے۔"

پھر آپ ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سامنے دیگچیوں میں پاکیزہ گوشت پکا ہوا رکھا تھا اور دوسری جانب سڑا ہوا خبیث گوشت رکھا ہوا تھا وہ سڑے ہوئے خبیث گوشت کو کھا رہے تھے اور پاکیزہ گوشت کو چھوڑ رہے تھے۔

آپ نے کہا:

"اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟"

انھوں نے کہا:

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب بیوی تھی اور وہ اس کو چھوڑ کر رات بھر بدکار عورت کے پاس رہتے تھے۔"

پھر آپ ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کی زبانیں اور ہونٹ آگ کے انگاروں سے کاٹے جا رہے تھے اور جب بھی ان کو کاٹ دیا جاتا وہ پھر پہلے کی طرح ہو جاتے اور ان کو ذرا مہلت نہ ملتی۔"

آپ نے کہا:

"اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟

کہا:

"یہ آپ کی امت کے فتنہ پرور خطیب ہیں۔" (۲۴)

سفر معراج سے واپسی:

آپ ﷺ نے نماز فجر کے بعد معراج اور خصوصاً مسجد اقصیٰ جانے کا ذکر فرمایا تو کفار نے بہت شور کیا کچھ نو مسلم اسلام سے مرتد بھی ہو گئے ابو جہل حضرت ابو بکر کے پاس پہنچا اور اس قوی اُمید پر کہ آج ابو بکر بھی پیغمبر اسلام کا ساتھ چھوڑ دیں گے مسجد اقصیٰ میں آپ ﷺ کے راتوں رات میں جانے کا دعویٰ بیان کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اگر آپ ﷺ نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے اور میں اُن سے اس سے بڑھ کر صبح و شام آسمانوں کی خبریں سنتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں۔"

اس موقع پر بارگاہ نبوی سے آپکو صدیق کا خطاب عطا کیا گیا۔

نبی اکرم کا مسجد اقصیٰ اور تین قافلوں کی نشانیاں بیان فرمانا:

پھر انہوں نے مسجد اقصیٰ کی عمارت، نقشہ اور مسجد اقصیٰ پہاڑ سے کتنی قریب وغیرہ نشانیوں کے بارے میں سوال کیا کیونکہ انہیں معلوم

۲۴: "امام بیہقی" دلائل النبوۃ جلد ۲ صفحہ: ۳۹۷۔

تھا کہ آپ نے آج تک مسجد اقصیٰ کا سفر نہیں فرمایا تو آپ ﷺ نے ایک ایک نشانی بیان فرمادی اور مسجد اقصیٰ دار عقیل کے قریب آپ ﷺ کو دکھا دی گئی پھر آپ سے شام سے واپس آنے والوں قافلوں کے بارے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ایک قافلہ روحاء کے مقام پر، دوسرا ذی طویٰ اور تیسرا تنعیم کے مقام پر دیکھا ہے اور سب کی نشانیاں بھی بیان فرمادیں جس پر انہوں نے آپ ﷺ پر جادو کا الزام لگایا اور اب بھی ایمان نہ لائے''۔

معراج النبی ﷺ کے حوالے سے چند نکات افضلیہ:

پہلا نکتہ:

شق صدر کے واقعہ میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''میرا دل سینہ سے نکال کر سونے کے طشت میں رکھا گیا جبکہ کسی انسان کا دل سینے سے نکالنے سے موت واقع ہو جاتی ہے کیونکہ روح کا مستقر دل ہوتا ہے اور دل کے جسم سے نکلنے سے روح بھی جسم سے نکل جاتی ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کی آنکھیں، کان اور ذہن و دماغ، دل و روح نکلنے کے باوجود کام کرتے رہے فرشتوں کا عمل آپ دیکھتے رہے اُن کی باتیں سنتے رہے اور یہ سب کچھ اپنے ذہن و دماغ میں محفوظ بھی رکھا جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا جسم مبارک روح اور دل کے بغیر بھی زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے لہذا قبض روح کے بعد آپ ﷺ کا جسم مبارک دنیاوی زندگی کی طرح قبر مبارک میں زندہ ہے۔

شارح بخاری امام احمد قسطلانی رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہِ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

''شق صدر کا واقعہ چار بار ہوا''۔

۱: پہلی بار حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے اور اس کی حکمت یہ تھی بچوں کے دلوں میں جو کھیل کود کی رغبت ہوتی ہے آپ کے دل سے ایسے رجحانات پیدا ہی نہ ہوں۔

۲: دوسری بار جب آپ ﷺ کی عمر ۱۲ سال کے قریب تھی اس کی حکمت یہ تھی کہ جوانی کے خطرات سے محفوظ رکھنے کی صلاحیت آپ کے دل مبارک میں علی وجہ الکمال پیدا کر دی جائے۔

۳: تیسری بار پہلی وحی کے نزول سے پہلے چالیس سال کی عمر مبارک میں ہوا۔

اس کی حکمت یہ تھی کہ جس قرآن مجید کی شان ہے:

''لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ۔'' (۲۵)

''اگر ہم قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اسے دیکھتا کہ اس میں خشیت الٰہی پیدا ہوتی کہ وہ اللہ کی خشیت کی وجہ سے پھٹ جاتا''۔

اس بار شق صدر اس لیے ہوا کہ آپ ﷺ قول ثقیل قرآن مجید کے نزول کو برداشت کر سکیں۔

۴: چوتھی بار شب اسراء کو شق صدر ہوا اس کی حکمت یہ تھی کہ آپ ۷۰۰۰۰ حجابات (جہاں جبریئل امین نے پرواز کرنے سے معذرت کر لی تھی) طے کر کے مقام قاب قوسین پر فائز ہو کر اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کرنا ہے تو رب العزت نے آپ ﷺ میں ملکیت اور قدسیت کو بالفعل کرنے اور قلب اطہر کو اتنا مضبوط کرنے کہ:

''مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔'' (۲۶)

''نہ آپ ﷺ کی آنکھ پھری نہ حد سے بڑھی''۔

کے مطابق آپ ﷺ نے جیسا کہ عاشق جامی نے کہا ہے:

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عینی ذات مے نگری در تبسمی

رویت باری تعالیٰ کو برداشت کیا اور آپ نے تبسم کی حالت میں دیدار فرمایا۔ (۲۷)

دوسرا نکتہ:

بجلی کو عربی میں ''برق'' کہتے ہیں جبکہ براق میں حروف کا

۲۵: ''سورہ حشر'': ۲۱۔

۲۶: ''سورہ نجم''۔

۲۷: ''تفسیرات عزیزی'' سورہ الم نشرح۔ ''المواھب اللدنیہ'' جلد اول صفحہ: ۲۸۰۔

زیادہ ہونا معنی کی زیادتی کی دلیل ہے اور بجلی کی رفتار فی سیکنڈ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ہے۔ براق اس سے بھی تیز رفتار تھا لیکن حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام اور دیگر انبیاء براق سے پہلے آسمانوں پر پہنچے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کی رفتار اور طاقت براق سے زیادہ ہے نیز بہت طاقتور بجلی کے جانور پر سوار ہونا بھی آپ ﷺ کا کمال ہے اور آپ ﷺ کے نوری بشر ہونے کی دلیل ہے وگرنہ محض بشر تو بجلی کی کرنٹ سے موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

تیسرا نکتہ:

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"کہ کثیب احمر کے پاس موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس سے گزرا "وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ" اور وہ کھڑے تھے اپنی قبر میں صلوٰۃ یعنی نماز یا درود شریف پڑھ رہے تھے۔(۲۸)

اس سے ثابت ہوا کہ محبوبانِ خدا کی قبروں پر جانا سنت مصطفی ہے اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا قبر میں حالت قیام میں صلوٰۃ نماز یا درود شریف پڑھنا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کی ارواح صرف جنت میں زندہ نہیں بلکہ انبیاء کے اجسام قبروں کے اندر زندہ ہیں اور نقل وحرکت بھی فرماتے ہیں اور پھر تمام انبیاءِ عظام کا اپنی قبروں سے نکل کر مسجد اقصیٰ میں آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنا، خطبے دینا اور آپ ﷺ کا خطبہ سننا اور پھر بعض انبیاء کا آسمانوں پر براق سے پہلے پہنچ کر آپ ﷺ کا استقبال کرنا عقائد اہلسنت وجماعت کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہے۔

چوتھا نکتہ:

جیسا کہ کتب صحاح میں آیا ہے کہ معراج سے واپسی پر جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی میں نے بنی اسرائیل کا تجربہ کیا ہے آپ کی امت پچاس نمازیں نہ پڑھ سکی گی لہذا "فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ" آپ اپنے رب کی طرف جائیں اور تخفیف کا سوال کریں۔(۲۹)

چنانچہ آپ ﷺ کو موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اصرار کر کے بار بار بارگاہِ الوہیت میں بھیجا حتی کہ نمازیں صرف پانچ رہ گئیں۔ اس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ انبیاء عظام وفات کے بعد بھی اپنے مزاروں میں زندہ ہیں اور جہاں چاہیں حتی کہ آسمانوں پر پہنچ سکتے ہیں جس کی چاہیں امداد کر سکتے ہیں اور حضور نبی اکرم ﷺ اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے محبوب ہیں اور ایسے شافع ہیں کہ آپ کے چاہنے سے اللہ تعالیٰ اپنی قضا اور فیصلوں کو بھی تبدیل فرما دیتا ہے اور ثابت ہوا کہ نبی حیاتِ ظاہرہ میں ہو یا عالم برزخ میں، وسیلہ بن سکتا ہے حضور نبی اکرم ﷺ نمازوں کی کمی کے لئے حیاتِ ظاہرہ میں وسیلہ ہیں اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام وفات کے بعد عالم برزخ میں نمازوں کی کمی کے لئے وسیلہ بنے۔ نیز "اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ" "آپ اپنے رب کی طرف لوٹیں" سے واضح ہے کہ آپ ﷺ اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کر کے آئے تھے اور پھر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نمازوں میں کمی کرائی۔

جب نمازیں پانچ رہ گئیں تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی:

"ایک بار اور جائیں اور معاف کرانے کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

"اب مجھے حیا محسوس ہوتی ہے کیونکہ آپ چاہتے تھے میں نے اپنی استعداد کے مطابق معراج کی ہے اور امت کے لئے پانچ نمازوں کی صورت میں (الصلوٰۃ معراج المومنین) معراج ساتھ لے کر جاؤں گا اور میری امت نماز کے ذریعے سعاداتِ دارین سے بہرہ وار ہو سکے گی۔"

پانچواں نکتہ:

معراج بیداری کی حالت میں جسم وروح کے ساتھ ہوئی جس کی ایک دلیل یہ ہے کہ شیخ عبد اللہ بن شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی اپنی کتاب مختصر سیرت رسول میں لکھتے ہیں:

ترجمہ وخلاصہ:

"جب نبی ﷺ نے معراج کا واقعہ بیان کیا تو معظم بن عدی

۲۸: "صحیح مسلم کتاب الفضائل" باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام الرقم: ۲۳۴۵۔

۲۹: "صحیح مسلم" باب الاسراء برسول، الرقم: ۲۵۹۔ "صحیح ابن خزیمہ" باب بدء فرض الصلوات الخمس، الرقم: ۳۰۱۔ "مشکوۃ المصابیح" باب فی المعراج، فصل اول۔

نے کہا آپ کا معاملہ پہلے تو درست تھا لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس بات میں کاذب ہیں کیونکہ ہم اونٹوں کو خوب دوڑاتے ہیں اور مسجد اقصیٰ میں ۲ ماہ میں پہنچتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ ایک رات میں وہاں گیا ہوں۔"

اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کا خواب میں ہونا بیان کیا ہوتا تو خواب میں تو مسجد اقصیٰ سے بھی دور جانا ممکن ہے مطعم بن عدی اہل لسان تھا اور قریشی تھا یقیناً آپ نے بیداری کا واقعہ بیان کیا تھا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد مخالفت ہوئی بلکہ کئی نو مسلم مرتد بھی ہوئے۔ سبحان اللہ! اس موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی دی کہ بے شک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتا ہوں اور اس سے آگے صبح و شام آسمانوں کی جو خبریں دیتے ہیں میں اس کی بھی تصدیق کرتا ہوں چنانچہ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو "صِدِّیق" کا لقب دیا۔

دنیا بھر میں درس نظامی میں شامل اصول فقہ کی معتبر کتاب نور الانوار کے مصنف اور مفسر قرآن امام ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر "تفسیرات احمدیہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"وَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ کَانَ فِی الْیَقْظَةِ بِجَسَدِهٖ مَعَ رُوْحِهٖ وَعَلَیْهِ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَمَنْ قَالَ اِنَّهٗ بِالرُّوْحِ فَقَطْ اَوْفِی النَّوْمِ فَقَطْ فَمُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ فَاسِقٌ۔"

"صحیح ترین یہ ہے کہ معراج بیداری کی حالت میں جسم اور روح دونوں کے ساتھ تھی اور اہلسنت و جماعت اسی عقیدہ پر ہیں تو جو کہے کہ صرف روح کے ساتھ یا نیند کی حالت میں تھی وہ بدعتی، گمراہ، گمراہ کرنے والا اور فاسق ہے۔"(۳۰)

بقیہ: (شرح سلام رضا) مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تین خصائص کا تذکرہ جو کسی اور کو عطا نہیں کیے گئے:

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطُهُوْرًا وَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ۔"(۲۵)

"ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی اور زمین میرے لیے مسجد اور طاہر کرنے والی بنائی گئی اور یہ اجازت مل گئی کہ میری اُمت میں سے جس شخص کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہ وہیں پڑھ لے اور میرے لیے غنائم کو حلال کر دیا گیا۔"

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تحل لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طَیِّبَةٌ طُهُوْرًا وَّمَسْجِدًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ صَلّٰی حَیْثُ کَانَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَیْنَ یَدَیْ مَسِیْرَةِ شَهْرٍ۔"(۲۶)

"میرے لیے غنائم کو حلال کر دیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھے اور زمین میرے لیے طاہر اور طاہر کرنے والی اور مسجد بنائی گئی اور یہ اجازت مل گئی کہ میری اُمت میں سے جس شخص کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہ وہیں پڑھ لے اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی۔"

اسی کی مثل امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے، امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ، حضرت سائب بن یزید، حضرت ابی امامہ اور حضرت ابن عباس سے اور امام ترمذی نے حضرت ابی امامہ سے نقل کیا۔ اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا۔

---جاری ہے---

۳۰: "تفسیرات احمدیہ" بنی اسرائیل، صفحۃ: ۵۰۵۔

۲۵: "صحیح البخاری" ۱: ۲۱، کتاب الصلاۃ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الأرض مسجدا وطہورا، قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۲۶: صحیح مسلم ۱: ۳۷۰، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، رقم: ۵۲۱، دار إحیاء التراث العربی بیروت۔

ابوبلال مولانا محمد سیف علی سیالوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امامِ اعظم، امامِ طریقت، امام الائمہ، کاشف الغمہ، مقتدائے اہل السنۃ، شرف فقہاء، عزعلماء حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا شمار ان تابعین میں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت آتے ہیں:

"وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡا بِاِحۡسَانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ وَاَعَدَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ۔"(۱)

"اور جنہوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے، راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہوگئے وہ اس سے اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کیلئے باغات بہتی ہیں انکے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں اَبد تک، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔"(۲)

امامِ اعظم کی ولادت کے متعلق تصریحات:

۱: امامِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے پوتے اسماعیل بن حماد رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (المتوفی ۲۱۲) فرماتے ہیں:

"وُلِدَ جَدِّیۡ فِیۡ سَنَۃِ ثَمَانِیۡنَ۔"

"کہ میرے دادا جی ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔"(۳)

۲: امام ابی زکریا محی الدین بن شرف نووی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (متوفی ۶۷۶) فرماتے ہیں:

"وُلِدَ اَبُوۡ حَنِیۡفَۃَ سَنَۃَ ثَمَانِیۡنَ مِنَ الۡھِجۡرَۃِ۔ وَ تُوُفِّیَ بِبَغۡدَادَ سَنَۃَ خَمۡسِیۡنَ وَمِائَۃٍ۔ ھٰذَا ھُوَ الۡمَشۡھُوۡرُ الَّذِیۡ قَالَہُ الۡجُمۡھُوۡرُ۔"

"کہ جمہور علماء کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی پیدائش ۸۰ ہجری میں اور وفات ایک سو پچاس ہجری میں ہوئی۔"(۴)

۳: امام جمال الدین المزی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (متوفی ۷۴۲ ہجری) فرماتے ہیں:

"قَدۡ ذُکِرۡنَا فِیۡمَا مَضٰی اَنَّ مَوۡلِدَ اَبِیۡ حَنِیۡفَۃَ کَانَ فِیۡ سَنَۃِ ثَمَانِیۡنَ۔"

"کہ امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی پیدائش ۸۰ ہجری میں ہوئی۔"(۵)

۴: فن اسماء الرجال کے مسلم امام، عظیم نقاد امام شمس الدین بن احمد بن عثمان الذہبی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ لکھتے ہیں:

"فِیۡ سَنَۃِ ثَمَانِیۡنَ۔"

"کہ آپ ہجری ۸۰ میں پیدا ہوئے۔"(۶)

۱: "توبہ": ۱۰۰۔

۲: "الخیرات الحسان" صفحہ: ۵۱، مطبوعہ ترکی، سنِ اشاعت ۱۹۹۳ء۔

۳: "تاریخ بغداد" جلد: ۱۳، صفحہ: ۳۲۷، ترجمہ نعمان بن ثابت، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۴: "تہذیب الاسماء واللغات" جلد دوم، صفحہ: ۹۱، ترجمہ ابوحنیفہ الامام مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۵: "تہذیب الکمال" جلد: ۷، صفحہ: ۳۴۵، ترجمہ النعمان بن ثابت، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۶: "سیر اعلام النبلاء" جلد: ۶، صفحہ: ۴۵۴، ترجمہ ابوحنیفہ، مطبوعہ دار الحدیث، مصر۔

۵: امام ابن حجر مکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۹۷۳) فرماتے ہیں کہ:

''اکثر علماء کی رائے کے مطابق امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۸۰ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔''(۷)

۶: علامہ احمد بن محمد بن ابراہیم خلکان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۶۸۱) لکھتے ہیں کہ:

''آپ کے پوتے اسماعیل بن حماد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا بیان ہے کہ میرے دادا امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔''(۸)

۷: امام ذہبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۷۴۸) لکھتے ہیں:

''وُلِدَ سَنَةَ ثَمَانِيْنَ۔''

''کہ آپ ہجری ۸۰ میں پیدا ہوئے۔''(۹)

۸: امام جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ:

''میرے دادا ابوحنیفہ ذوالحجۃ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔''(۱۰)

قارئین ذی وقار! جمہور ائمہ کے ہاں یہ قول معروف ومختار ہے کہ سراج الامہ کاشف الغمہ، امام الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت باسعادت ۸۰ ہجری میں ہوئی۔

ہمارے آقا ہمارے مولا امام اعظم ابوحنیفہ
ہمارے ملجاء ہمارے ماویٰ امام اعظم ابوحنیفہ
زمانہ بھر نے زمانہ بھر میں بہت تجسس کیا ولیکن
ملا نہ کوئی امام تم سا امام اعظم ابوحنیفہ

نام ونسب:

نام نعمان، والد کا نام ثابت بن زوطی التیمی، الکوفی، کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) ہے۔

نعمان لغت میں دراصل اس خون کو کہتے ہیں جس پر بدن کا سارا ڈھانچہ قائم ہے۔ اور جس کے ذریعے جسم کی ساری مشینری حرکت کرتی ہے اس لئے روح کو بھی نعمان کہتے ہیں۔ چونکہ امام اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ذات گرامی اسلام میں قانون سازی کے فن کیلئے محور اور اس کے مدارک ومشکلات کیلئے مرکز ہے اس لئے آپ کا نام نعمان ہے۔ نیز سرخ اور خوشبودار گھاس کو بھی نعمان کہتے ہیں۔ تو امام صاحب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کمالاتی مہک اور مہک سے اسلامی زندگی ہر گوشہ متاثر ہے۔ یا نعمان فعلان کے وزن پر نعمت سے بنا ہے۔ اسم گرامی میں معنوی رعایت یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی مخلوقِ خدا کیلئے ایک نعمت ہے اس لئے آپ نام نعمان ہے۔(۱۱)

کنیت:

آپ کا حلقہ درس وسیع تھا، آپ کے شاگرد اپنے ساتھ قلم دوات رکھا کرتے تھے چونکہ اہلِ عراق دوات کو حنیفہ کہتے ہیں اس لئے آپ کو ابوحنیفہ کہا گیا۔ یعنی دوات والے۔ بعض نے کہا ہے آپ شدت سے حق کی طرف راغب اور کثرت سے اللہ کی عبادت کرتے تھے لہٰذا آپ کو ابوحنیفہ کہا گیا۔ بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ آپکی کنیت ابوحنیفہ اسلئے ہے کہ آپکی صاحبزادی کا نام حنیفہ تھا اسی مناسبت کی وجہ سے آپکو ابوحنیفہ کہتے ہیں۔ لیکن یہ بات درست نہیں اس لئے کہ آپکی کوئی صاحبزادی نہیں تھی اور نہ ہی حماد کے علاوہ آپ کا کوئی اور بیٹا تھا۔(۱۲)

امامِ اعظم فارسی النسل تھے:

امام الائمہ، سراج الامہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فارسی النسل تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد سرزمین فارس کے ایک شہر انبار کے رہنے والے تھے۔

۱: حافظ جمال الدین المزی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۷۴۲) لکھتے ہیں:

۷: ''الخیرات الحسان'' صفحہ: ۴۸، مطبوعہ ترکی۔
۸: ''وفیات الاعیان'' جلد: ۵، صفحہ: ۴۵۷، الامام ابوحنیفۃ، مطبوعہ نفیس اکیڈمی، کراچی۔
۹: ''تاریخ اسلام ووفیات المشاہیر والاعلام'' جلد: ۹، صفحہ: ۱۹۳، حرف النون، النعمان بن ثابت، مطبوعہ المکتبۃ التوفیقیہ، مصر۔
۱۰: ''تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ'' صفحہ: ۱۳، مطبوعہ دار القلم، لاہور۔
۱۱: ''الخیرات الحسان'' الفصل الرابع، صفحہ: ۴۸-۴۹، مطبوعہ ترکی۔
۱۲: ''الخیرات الحسان'' فصل الرابع صفحہ: ۴۹ مطبوعہ ترکی۔

"ثَابِتُ وَالِدِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مِنْ اَھْلِ الْاَنْبَارِ۔"

"کہ امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد ثابت انبار میں سے تھے۔" (۱۳)

۲: امام ابی بکر احمد بن علی الخطیب بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۴۶۳) لکھتے ہیں:

"اَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ حَمَّادِ ابْنِ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ الْاَحْرَارِ وَاللہِ مَا وَقَعَ عَلَیْنَا رِقٌّ قَطُّ۔"

"کہ میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت آزاد ابناء فارس میں سے ہوں۔ اللہ رب العزت کی قسم! ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی۔" (۱۴)

۳: امام ابوجعفر احمد بن اسحاق بن بہلول رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۳۱۸) اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

"ثَابِتُ وَالِدِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مِنْ اَھْلِ الْاَنْبَارِ۔"

"کہ امام ابوحنیفہ کے والد ثابت اہلِ انبار میں سے تھے۔" (۱۵)

۴: امام المحدثین ابی زکریا محی الدین بن شرف نووی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۶۷۶) لکھتے ہیں:

"ثَابِتُ وَالِدِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مِنَ الْاَنْبَارِ۔"

"کہ امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد گرامی ثابت اہل انبار میں سے تھے۔" (۱۶)

۵: امام شہاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۸۵۲) لکھتے ہیں:

"اِسْمَاعِیْلُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔ قَالَ نَحْنُ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ الْاَحْرَارِ۔"

"کہ امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پوتے فرماتے ہیں کہ ہم آزاد ابناء فارس سے ہیں۔" (۱۷)

مذکورہ مستند پانچ حوالوں اور حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اس تصریحی بیان کے بعد حضرت الامام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے فارسی النسل ہونے کے بارے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

حکیم الامت مفسر شہیر مفتی احمد یار خاں رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

سپہر علم وعمل کے سورج تمہیں ہو سب ہیں تمہارے تارے
تمہیں سے چمکا ہے جو بھی چمکا امام اعظم ابو حنیفہ
نہ کیوں کریں ناز اہلسنت کہ تم سے چمکا نصیب اُمت
سراج امت ملا ہو تم سا امام اعظم ابو حنیفہ

فقہاء ثلاثہ میں سے کوئی ایک امام اہل فارس میں سے نہ تھا جس کا اختصار کے ساتھ ہم ذکر کرتے ہیں۔ تفصیل کیلئے اسماء الرجال کی کتب سے رجوع کریں۔

۱: حضرت سیدنا امام مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت مدینہ شریف میں ۹۳ ہجری میں ہوئی، ۲۲ روز بیمار رہنے کے بعد ۸۶ سال کی عمر میں اتوار کے دن ربیع الاول شریف میں ۱۸۹ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ (۱۸)

۲: امام نووی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

"کہ امام شافعی کی ولادت ۱۵۰ ہجری میں غزہ یا عسقلان میں ہوئی دو سال کی عمر میں آپ مکہ شریف تشریف لائے پھر یہیں رہے۔ آپ کا وصال ۵۴ سال کی عمر میں جمعہ کی رات بعد نماز مغرب ۲۰۴ ہجری میں مصر میں ہوا۔" (۱۹)

۳: علامہ جمال الدین المزی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ:

"امام احمد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ والد اور والدہ دونوں کے

۱۳: "تہذیب الکمال" جلد: ۷، صفحہ: ۳۴۰، ترجمہ النعمان بن ثابت، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۱۴: "تاریخ بغداد" جلد: ، صفحہ: ۳۲۷، ترجمہ النعمان بن ثابت، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۱۵: "سیر اعلام النبلاء" جلد: ۶، صفحہ: ۴۵۴، ترجمہ ابوحنیفہ، مطبوعہ دار الحدیث، مصر۔

۱۶: "تہذیب الاسماء واللغات" جلد دوم، صفحہ: ۸۵، ترجمہ ابوحنیفہ الامام، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۷: "تہذیب التہذیب" جلد: ۸، صفحہ: ۵۱۶، حرف النون۔ ترجمہ النعمان بن ثابت، مطبوعہ دار الفکر، بیروت۔

۱۸: سیر اعلام النبلاء" جلد: ۷، صفحہ: ۱۵۰۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱، ترجمہ مالک الامام، مطبوعہ دار الحدیث، مصر۔

۱۹: "تہذیب الاسماء واللغات" جلد اول، صفحہ: ۵۲، فصل فی مولد شافعی، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

اعتبار سے اصلاً عربی النسل تھے۔ ان کے والدین عرب قبیلہ شیبان بن ذہل بن ثعلبہ کی اولاد سے نسبت رکھتے تھے۔ ان کے والدین مرو سے ہجرت کر کے بغداد شریف تشریف لائے اور یہاں امام احمد بن حنبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت ۲۰ ربیع الاوّل ۱۶۴ ہجری میں ہوئی۔ یہیں پروان چڑھے اور ۷۷ سال کی عمر میں کئی روز بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال ربیع الاوّل کے ۱۲ دن گزرنے کے بعد جمعہ کے دن بغداد شریف میں ہی ۲۴۱ ہجری میں ہوا۔"(۲۰)

امام اعظم کے متعلق نبوی پیشین گوئی:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور جانِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دستِ مبارک حضرت سلیمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر رکھا اور فرمایا:

"لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ۔"

"کہ اگر ایمان ثریا کی بلندیوں پر بھی ہوا تو اس قوم میں سے چند افراد یا فرمایا ایک شخص اسے حاصل کر لے گا۔"(۲۱)

اس حدیث پاک کے تحت علامہ محمد بن یوسف الشامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۹۴۲) لکھتے ہیں:

"ہمارے شیخ نے یقین کے ساتھ لکھا ہے کہ اس روایت سے مراد حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شخصیت مراد ہے۔ یہ ظاہر ہے۔ اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں ہے کیونکہ فارس کے بیٹوں میں سے کوئی بھی ان کا ہم پایہ نہ ہوسکا۔ نہ ہی ان کے ساتھیوں کا مقام حاصل کرسکا۔"(۲۲)

امام احمد بن حجر ہیتمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۹۷۳) اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"حافظ محقق جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بشارت کے سلسلے میں اس صحیح اصل پر اعتماد کیا جائے گا۔ اور اس میں امام ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کامل فضیلت ہے۔"(۲۳)

قارئین ذی وقار! اندازہ کیجئے کہ تینوں محدثین ۱: امام جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، ۲: علامہ محمد بن یوسف شامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، ۳: اور علامہ ابن حجر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تینوں شافعی المسلک ہیں لیکن اسکے باوجود اس حدیث شریف کا مصداق صرف امام اعظم ابوحنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قرار دیا ہے:

سراج تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث و قرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ
خبر لے اے دستگیر اُمت ہے سالک بے خبر پہ شدت
وہ تیرا ہو کے پھرے بھٹکتا امام اعظم ابو حنیفہ

۔۔۔جاری ہے۔۔۔

۲۰: "تہذیب الکمال" جلد اوّل، صفحہ: ۷۰۔۷۶، ترجمہ النعمان بن ثابت، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

۲۱: "بخاری" "کتاب التفسیر، باب قولہ وآخرین منھم لما یلحقوبھم، صفحہ: ۱۲۵۶، رقم الحدیث: ۴۸۹۷، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت۔ "مسلم" "کتاب فضائل صحابہ، باب فضل فارس، صفحہ: ۱۱۲۶، رقم الحدیث: ۶۴۹۴۔۶۴۹۵، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت۔ "ترمذی" "کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الجمعۃ، صفحہ: ۸۸۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ "معجم الکبیر" جلد: ۵، صفحہ: ۱۴۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ "تاریخ اصبھان" جلد اوّل، صفحہ: ۲۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ "معجم الصحابہ" جلد دوم، صفحہ: ۲۷۳، رقم الحدیث: ۱۷۵۴، مندوس، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ "مصنف ابن ابن ابی شیبہ" "کتاب الفضائل، ماجاء فی العجم، جلد: ۹، صفحہ: ۲۱۹، رقم الحدیث: ۳۳۱۸۲، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔ "مسند ابی یعلیٰ" "مسند قیس بن سعد، جلد: ۲، صفحہ: ۱۲، رقم الحدیث: ۱۴۳۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ "مستدرک علی الصحیحین" "کتاب الرؤیا، جلد: ۴، صفحہ: ۳۹۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت۔

۲۲: "سبل الھدیٰ والرشاد" جلد: ۱۰، صفحہ: ۲۸۲، باب ۵۳، مطبوعہ زاویہ پبلیشرز، لاہور۔

۲۳: "الخیرات الحسان" صفحہ: ۳۴، تیسر مقدمہ، مطبوعہ ترکی۔

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہر فرد عزت پہ لاکھوں سلام

حل لغات:

بے:

حرف نفی، بغیر، بن، سوا۔

سہیم:

حصہ دار، شریک۔

قسیم:

تقسیم کرنے والا۔

عدیل:

برابر، نظیر، یکساں، رتبہ اور قد میں مساوی، عادل، منصف۔

مثیل:

مثل، مانند۔

جوہر فرد:

مادے کا سب سے چھوٹا ٹکڑا، بے نظیر موتی، وہ جوہر جس کا ثانی نہ ہو۔

عزت:

آبرو، بزرگی، بڑائی، شان، عظمت۔

تفہیم:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ اوصاف عطا فرمائے ہیں اور آپ کو ان فضائل و کمالات سے سرفراز فرمایا ہے کہ جن میں نہ تو آپ کا کوئی مثل ہے، نہ شریک، نہ آپ کے کوئی مانند اور نہ ہی رتبہ میں آپ کے کوئی مساوی ہے۔ اور آپ کو وہ شان و بزرگی عطا فرمائی ہے جس میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے جیسے وہ بے نظیر موتی جس کا کوئی ثانی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار ایسے اوصاف عطا فرمائے ہیں جو کسی اور کو عطا نہیں فرمائے، اُن میں سے چند اوصاف یہ ہیں:

۱: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے رب کے ہاں سے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

۲: جنت کو مدینہ شریف میں حاضر کیا گیا۔

۳: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں بنتا تھا اور فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے۔

۴: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں آسمانوں سے اوپر تشریف لے گئے اور آپ کی رفعت اس مقام تک ہوئی جہاں آج تک نہ کوئی نبی مرسل گیا اور نہ ہی کوئی فرشتہ مقرب۔

۵: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو چشم ظاہری سے دیکھا۔

۶: ایک ماہ کی مسافت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رعب آپ کے دشمن پر طاری کر دیا گیا۔

۷: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پوری زمین کو مسجد بنا دیا گیا۔

۸: آپ کے لیے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا۔

۹: آپ ﷺ کی شریعت تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کی ناسخ ہے۔

۱۰: آپ ﷺ کی معیت میں فرشتوں نے کفار سے قتال کیا۔

"تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔"

جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صوم وصال رکھا تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی رکھا لیکن صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لیے دشواری ہوگئی۔ اس لیے آپ نے اس سے منع فرمادیا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس پر عرض کی کہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ۔"(۱)

"میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔"

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ۔"(۲)

"میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔"

ایک اور روایت میں یوں ہے:

"إِنِّي لَسْتُ مِثْلُكُمْ۔"(۳)

ترجمہ گوڑ گانوی:

"میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔"

ایک اور روایت میں یوں ہے:

"أَيُّكُمْ مِثْلِي؟"(۴)

ترجمہ گوڑ گانوی:

"میری طرح تم میں کون ہے؟"

آپ کو رب کے ہاں سے کھلایا اور پلایا جاتا ہے:

اس موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا:

"إِنِّي أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقَى۔"(۵)

ترجمہ: میں تو برابر کھلایا اور پلایا جاتا ہوں۔

"إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى۔"(۶)

"مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔"

رب کی طرف سے کھلایا اور پلایا جانا آپ ﷺ کے ان خصائص میں سے ہے جو آپ کے علاوہ کسی اور کو عطا نہیں کیے گئے۔

جنت کی مدینہ منورہ میں حاضری:

امام بخاری نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ:

"خُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا۔"(۷)

"رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج کو گہن ہوا تو آپ نے گہن کی نماز پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ (نماز میں) آپ اپنی جگہ سے کچھ لینے کو آگے بڑھے تھے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے۔ آپ نے فرمایا میں نے جنت دیکھی تو اس

۱: صحیح البخاری ۲/۶۷۸ کتاب: الصوم، باب: برکۃ السحور عن غیر إیجاب، رقم ۲۸۲۲ دار ابن کثیر بیروت۔
۲: صحیح البخاری ۲/۶۹۳ باب: الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام، رقم ۱۸۶۰ دار ابن کثیر بیروت۔
۳: صحیح البخاری ۲/۶۹۳ باب: الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام، رقم ۱۸۶۱ دار ابن کثیر بیروت۔
۴: صحیح البخاری ۲/۶۹۴ باب: التنکیل لمن أکثر الوصال، رقم ۱۸۶۴ دار ابن کثیر بیروت۔
۵: صحیح البخاری ۲/۶۷۸ کتاب: الصوم، باب: برکۃ السحور عن غیر إیجاب، رقم ۲۸۲۲ دار ابن کثیر بیروت۔
۶: صحیح البخاری ۲/۶۹۳ باب: الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام، رقم ۱۸۶۰ دار ابن کثیر بیروت۔
۷: صحیح البخاری ۱: ۱۰۳، کتاب الصلوٰۃ، باب رفع البصر إلی الإمام فی الصلاۃ، قدیمی کتب خانہ کراچی۔

میں سے ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر میں لے لیتا تو اس وقت تک تم اسے کھاتے رہتے جب تک دنیا موجود ہے۔"

اس روایت سے صاف پتا چلتا ہے کہ جنت کو مدینہ شریف میں حاضر کیا گیا اور آپ نے اس میں سے خوشہ لینا چاہا لیکن مصلحت کے تحت نہ لیا۔ جنت کا مدینہ شریف میں حاضر کیا جانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو عطا نہیں کیے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کا سایہ نہیں بنتا تھا:

امام قسطلانی "المواہب اللدنیہ" میں حکیم ترمذی کے حوالے سے حضرت ذکوان سے روایت نقل کرتے ہیں کہ:

"لَمْ یَکُنْ لَّہٗ ﷺ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ۔"(۸)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں اور نہ چاندنی میں۔"

خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین امام جلال الدین سیوطی "انموذج اللبیب" میں فرماتے ہیں کہ:

"وَلَمْ یَقَعْ ظِلُّہٗ عَلَی الْاَرْضِ، وَلَا رُؤِیَ لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ۔"(۹)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا اور نہ ہی آپ کا سایہ دیکھا گیا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔"

مؤرخ حسین بن محمد بکری نے "تاریخ الخمیس" میں اس کی مثل نقل کیا اور امام جلال الدین سیوطی نے "الخصائص الکبریٰ" میں اس روایت پر باب "اَلْاٰیَۃُ فِیْ اَنَّہٗ ﷺ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ" باندھا۔

امام قاضی عیاض اندلسی نے "الشفاء" میں اور اس کی شرح "نسیم الریاض" میں علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی نے لکھا کہ:

"(وَمِنْ دَلَائِلِ نُبُوَّتِہٖ ﷺ) وَمَا ذُکِرَ مِنْ اَنَّہٗ کَانَ لَا ظِلَّ لِشَخْصِہٖ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ لِاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا۔"(۱۰)

"(اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نبوت میں سے ہے) جو ذکر ہوا کہ آپ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا دھوپ میں اور نہ چاندنی میں کیونکہ آپ نور ہیں۔"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ:

"ونیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است وچوں لطیف ترے ازوے در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد۔"(۱۱)

"اور پھر یہ بھی ہے کہ عالم شہادت میں کسی شخص کا سایہ اس شخص سے زیادہ لطیف ہے اور جب آپ سے زیادہ لطیف کوئی چیز عالم میں نہ ہوگی تو ان کے سایہ کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔"

ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں کہ:

"واجب تعالیٰ را چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید بہ مثل است ومنبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل، ہرگاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را از لطافت ظل نبود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد۔"(۱۲)

"واجب تعالیٰ کا سایہ کیوں ہوگا کیونکہ مثل کی تولید کا موہم ہے اور عدم کمال لطافت کے شائبہ کی خبر دیتا ہے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد کا سایہ کیوں ہوگا۔"

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی آیت: "وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وسایہ ایشان بر زمین نمی اُفتاد۔"(۱۳)

"اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔"

۸: المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، ۲: ۸۵، المقصد الثالث، الفصل الأول فی کمال خلقتہ وجمال صورتہ صلی اللہ علیہ وسلم وشرفہ وکرمہ، المکتبۃ التوفیقیۃ القاھرۃ۔

۹: انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب، ص: ۲۱۳، الباب الثانی فی الخصائص التی اختص بہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ، الفصل الثالث۔

۱۰: الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ مع حاشیۃ مزیل الخفاء عن الفاظ الشفاء ۱: ۲۲۵، فصل ومن ذالک ما ظھر من الآیات عند مولدہ، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ ونسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ۳: ۲۸۲، مرکز اہلسنت برکاتِ رضا گجرات، ہند/ دار الکتاب العربی بیروت۔

۱۱: مکتوبات امام ربانی ۳: ۱۸۷، مکتوب صدم بشیخ نور الحق در کشف سر گرفتاری حضرت یعقوب بحضرت یوسف علیہما السلام با بعضے از اسرار غریبہ وعلوم عجیبہ، در مطبع منشی نولکشور لکھنؤ۔

۱۲: مکتوبات امام ربانی ۳: ۲۳۷، مکتوب صد وبست ودوم بمولانا حسن دہلوی، در مطبع نولکشور لکھنؤ۔

۱۳: تفسیر فتح العزیز، ص: ۳۱۲، پارہ عم، در افغانی دار الکتب لال کنواں دہلی۔

جسم مبارک کا سایہ نہ ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو عطا نہیں کیے گئے۔

فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کرتے تھے:

قاضی عیاض اندلسی نقل فرماتے ہیں کہ:

"وَفِي رِوَايَةٍ اَنَّ خَدِيْجَةَ وَنِسَاءَ هَا رَاَيْنَهُ لَمَّا قَدِمَ وَمَلَكَانِ يُظِلَّانِهِ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِمَيْسَرَةَ فَاَخْبَرَهَا اَنَّهُ رَاٰى ذٰلِكَ مُنْذُ خَرَجَ مَعَهُ فِيْ سَفَرِهٖ۔"(۱۴)

"اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر (تجارت) سے واپس آئے تو حضرت خدیجہ اور انکی عورتوں نے دیکھا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ کیے ہوئے ہیں پھر انھوں نے اپنے غلام میسرہ سے اس کا تذکرہ کیا تو اس نے کہا کہ شروع سفر سے جب تک میں آپ کے ساتھ رہا ایسا ہی دیکھتا آیا ہوں۔"

فرشتوں کا سایہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو عطا نہیں کیے گئے۔

شبِ معراج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کی رفعت:

امام بخاری نے حضرت انس سے ایک طویل روایت نقل کی جس میں معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت کا بیان ہے، وہ الفاظ یہ ہیں:

"ثُمَّ عَلَا بِهٖ فَوْقَ ذٰلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا اللهُ حَتّٰى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔"(۱۵)

"پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ان بلندیوں پر فائز فرمایا جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی نہیں جانتا حتیٰ کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے جہاں جبار رب العزت قریب ہوا پھر یہ قرب انتہاء کو پہنچا یہاں تک کہ اپنے محبوب سے دو کمانوں کی مقدار ہو گیا یا اس سے زیادہ قریب۔"

حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو کلام سے سرفراز فرمایا اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو روح القدس سے پیدا کیا اور حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو خلیل بنایا اور حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو اصطفاء سے نوازا تو آپ کو کونسی فضیلت عطا کی گئی؟ اسی وقت جبریل نازل ہوئے اور عرض کیا آپ کو رب فرماتا ہے کہ:

"وَلَقَدْ وَطِئْتَ فِي السَّمَاءِ مَوْطِأً لَمْ يَطَاْهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ وَلَا يَطَاْهُ اَحَدٌ بَعْدَكَ۔"(۱۶)

"اور آپ آسمان میں وہاں تک پہنچے کہ آپ سے پہلے کوئی مخلوق وہاں تک نہ پہنچی اور نہ آپ سے بعد پہنچے گی۔"

معراج کی رات جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے جانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جو آپکے علاوہ کسی دوسرے کو عطا نہیں کیے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدار سے مشرف فرمایا:

امام احمد بن حنبل نے بسند حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"رَاَيْتُ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔"(۱۷)

"میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔"

خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین امام جلال الدین سیوطی نے "الخصائص الکبریٰ" اور امام مناوی نے "التیسیر بشرح الجامع الصغیر" میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام طبرانی "المعجم الاوسط" میں بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:

"اِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰى رَبَّهٗ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بِبَصَرِهٖ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهٖ۔"(۱۸)

۱۴: الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ مع حاشیۃ مزیل الخفاء عن الفاظ الشفاء ۱: ۲۲۵، فصل ومن ذالک ماظہر من الآیات عند مولدہ، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
۱۵: صحیح البخاری ۲: ۱۱۲۰، کتاب التوحید والرد علی الجھمیۃ وغیرھم، باب قولہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما، قدیمی کتب خانہ کراچی۔
۱۶: تاریخ مدینۃ دمشق ۳: ۵۱۸، باب ذکر عروجہ إلی السماء واجتماعہ بجماعۃ من الأنبیاء، دار الفکر بیروت۔
۱۷: مسند الإمام أحمد بن حنبل، ۱: ۲۸۵، مسند عبد اللہ بن العباس، رقم: ۲۵۸۰، مؤسسۃ قرطبۃ مصر۔
۱۸: "المعجم الأوسط" ۲: ۵۰، دار الحرمین القاہرۃ۔

"محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا۔ایک مرتبہ چشم ظاہری سے اور ایک مرتبہ چشم قلب سے۔"

امام طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی کہ:

"نَظَرَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى رَبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ عِكْرَمَةُ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ نَظَرَ مُحَمَّدٌ اِلٰى رَبِّهٖ؟ قَالَ نَعَمْ جُعِلَ الْكَلَامُ لِمُوْسٰى وَالْخُلَّةُ لِاِبْرَاهِيْمَ وَالنَّظَرُ لِمُحَمَّدٍ ﷺ۔"(۱۹)

"محمد ﷺ نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو چشم ظاہر سے دیکھا۔عکرمہ نے ابن عباس سے پوچھا کہ کیا محمد ﷺ نے اپنی نظر رب کی طرف ڈالی؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں۔اللہ تعالیٰ نے کلام کو حضرت موسیٰ کے لیے،خلت کو حضرت ابراہیم کے لیے اور دیدار کو محمد ﷺ کے لیے مخصوص فرمایا۔"

ترمذی میں حضرت کعب سے مروی ہے کہ:

"اِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهٗ وَكَلَامَهٗ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَّمُوْسٰى فَكَلَّمَ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ وَرَاٰهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ۔"(۲۰)

"اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور دیدار کو محمد ﷺ اور موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ پر تقسیم کیا چنانچہ حضرت موسیٰ نے دو مرتبہ کلام کیا اور محمد ﷺ نے دو مرتبہ دیدار کیا۔"

قاضی عیاض "الشفاء" میں امام احمد بن حنبل کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ:

"اَنَّهٗ قَالَ اَنَا اَقُوْلُ بِحَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَيْنِهٖ: رَاٰهُ رَاٰهُ حَتّٰى انْقَطَعَ نَفَسُهٗ۔"(۲۱)

"انھوں نے فرمایا کہ میں حدیث ابن عباس کا معتقد ہوں نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا (یعنی "دیکھا" کا تکرار کرتے رہے) حتی کہ سانس ٹوٹ گئی۔"

امام شہاب الدین خفاجی "شرح شفاء" میں لکھتے ہیں کہ:

"اَلْاَصَحُّ الرَّاجِحُ اَنَّهٗ ﷺ رَاٰى رَبَّهٗ بِعَيْنِ رَاْسِهٖ حِيْنَ اُسْرِيَ بِهٖ كَمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ اَكْثَرُ الصَّحَابَةِ۔"(۲۲)

"اصح اور راجح یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شب اسریٰ اپنے رب کو سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا جیسا کہ جمہور صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے۔"

دیوبندیوں کے "امام العصر" انور شاہ کشمیری کے نزدیک رؤیت باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے۔چنانچہ انور شاہ کشمیری کی سوانح حیات "نقش دوام" میں لکھا ہے کہ:

"میرا یقین ہے کہ آنحضور ﷺ رؤیت رب سے مشرف ہوئے اور آپ ﷺ پر یہ خدا تعالیٰ کا خصوصی فضل ورحمت تھی۔"(۲۳)

یہ حوالہ نقل کرنے کے بعد "نقش دوام" کے مصنف نے لکھا:

"اس تفصیل سے واضح ہے کہ "علامہ کشمیری" لیلۃ المعراج میں آنحضور ﷺ کیلئے خدا تعالیٰ کی رؤیت کو ثابت مانتے ہیں۔"(۲۴)

اللہ تعالیٰ کا دیدار چشم ظاہری سے کرنا آپ ﷺ کے ان خصائص میں سے ہے جو آپکے علاوہ کسی دوسرے کو عطا نہیں کیے گئے۔

(۔۔۔بقیہ صفحہ نمبر ۱۵ پر۔۔۔)

۱۹:"المعجم الأوسط" ۹:۱۵۳، دار الحرمین القاہرۃ۔

۲۰:الجامع الصحیح سنن الترمذی، ۵:۳۹۴، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ومن سورۃ والنجم، رقم:۳۲۷۸، دار إحیاء التراث العربی بیروت۔

۲۱:الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ وحاشیۃ مزیل الخفاء عن ألفاظ الشفاء ۱:۱۲۶، فصل وأما رؤیتہ ﷺ لربہ جل وعز، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

۲۲:نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ۲:۳۰۳، دار الکتاب العربی بیروت۔

۲۳:"نقش دوام" صفحہ ۲۲۰، شاہ بکڈپو دیوبند۔

۲۴:"نقش دوام" صفحہ:۲۲۱، شاہ بکڈپو دیوبند۔

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مشہور و معروف کتاب

آخری قسط

کتاب الآثار کا تعارف

مولانا محمد نواز قادری اشرفی

---گذشتہ سے پیوستہ---

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نسخے میں جن راویوں سے حدیثیں لی ہیں ان کے حالات میں دو اہم کتابیں لکھی ہیں۔ پہلی تصنیف جو مستقل طور پر رجال ''کتاب الآثار'' سے متعلق ہے اس کا نام ''الایثار بمعرفۃ رواۃ الآثار'' ہے۔

دوسری کتاب یہی ''تعجیل المنفعہ'' ہے جس میں حافظ صاحب موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف ان رواۃ حدیث کا تذکرہ لکھا ہے کہ جن سے ائمہ اربعہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اپنی تصانیف میں حدیثیں نقل کی ہیں۔ مگر صحاح ستہ میں ان کے سلسلہ سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے چنانچہ اسی ذیل میں انہوں نے ''تعجیل المنفعہ'' میں ''کتاب الآثار'' امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زوائد رجال کو بھی جمع کر دیا ہے۔ محدث سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الاعلان بالتوبیخ فی من ذم التاریخ'' میں لکھا ہے کہ:

''حافظ زین الدین قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۸۷۹ھ نے بھی ''رجال کتاب الآثار'' امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے ملا کاتب چلپی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون'' میں ''کتاب الآثار امام محمد'' پر امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے بھی ''مبسوط'' میں ''کتاب الآثار'' کے متعلق خود امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح کا حوالہ دیا ہے۔ اور علامہ تقی الدین احمد بن علی مقریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''العقود فی تاریخ العہود'' میں حافظ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات میں ان کی کتاب ''التعلیق علی کتاب الآثار'' کا بھی ذکر کیا ہے جو رجال ''کتاب الآثار'' کے علاوہ ہے۔ اسی طرح علامہ مراوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ''سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر'' میں شیخ ابو الفضل نور الدین علی بن مراد موصلی عمری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۱۱۴۷ھ کے ترجمہ میں ان کی ''شرح کتاب الآثار'' امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر کیا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اس نسخہ کو ان کے متعدد شاگردوں نے روایت کیا ہے۔ مطبوعہ نسخہ امام ابو حفص کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابو سلیمان جوزجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روایت کردہ ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے علاوہ امام ممدوح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک اور شاگرد عمرو بن ابی عمرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان سے اس کتاب کی روایت کرتے ہیں اور محدث خوارزمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''جامع المسانید'' میں اسی کو نسخہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے موسوم کیا ہے غالباً اس نسخہ میں فتاوے تابعین کو ذکر نہیں کیا گیا بلکہ صرف احادیث ہی درج ہیں اور شاید اسی بنا پر اس کو ''مسند ابی حنیفہ'' کہا جاتا ہے۔

کتاب الآثار بروایت امام حسن بن زیاد لولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

اس نسخہ کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''لسان المیزان'' میں کیا ہے۔ چنانچہ محدث محمد بن ابراہیم جیش بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

''مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُبَيْشٍ الْبَغَوِيُّ رَوَى

عَنْ مُحَمَّدٍ شُجَاعَ الثَّلْجِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ كِتَابَ الْاٰثَارِ۔"(۱)

''محمد بن ابراہیم بن جیش بغوی، محمد بن شجاع ثلجی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے وہ امام حسن بن زیاد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے اور وہ امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ''کتاب الآثار'' کو روایت کرتے ہیں۔''

محدث خوارزمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ''جامع المسانید'' میں اس نسخہ کو ''مسند ابی حنیفہ للحسن بن زیاد'' سے موسوم کیا ہے اور کتاب مذکور کے باب ثانی میں اس نسخہ کی اسناد بھی امام لولوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تک نقل کردی ہے۔ ان حضرات کے علاوہ خود حضرت امام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے صاجزادے الامام بن الامام حماد بن ابی حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ المتوفی ۱۷۰ھ اور مشہور محدث محمد بن خالد الوہبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ المتوفی قبل ۱۹۰ھ کی روایت سے بھی ''کتاب الآثار'' کے نسخے مروی ہیں۔ خوارزمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ان دونوں نسخوں کا ذکر بھی ''مسند ابی حنیفہ'' ہی کے نام سے کیا ہے۔

یہ ملحوظ خاطر رہے کہ چونکہ محدث خوارزمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ان نسخوں کو ''مسند'' کہا ہے اس لئے بعد کے اکثر مصنفین بھی ان کو مسند ہی کے نام سے ذکر کرنے لگے۔ متقدمین کا دستور ہے کہ وہ ایک کتاب کو متعدد ناموں سے ذکر کردیا کرتے ہیں مثلاً: امام دارمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے تصنیف کو ''مسند دارمی'' بھی کہتے ہیں اور ''سنن دارمی'' بھی یا امام ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب کو سنن بھی کہتے ہیں اور جامع بھی۔ اسی طرح ''کتاب الآثار'' کے نسخوں کو کبھی علماء نے ''مسند'' کے نام سے ذکر کیا ہے اور کبھی ''سنن'' کے نام سے اور کبھی ''کتاب الآثار'' کے نام سے اور کبھی صرف نسخہ لکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے مجموعہ حدیث کا اصل نام جس کو خود امام ممدوح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مرتب فرمایا تھا، ''کتاب الآثار'' ہی ہے۔ ملک العلماء امام علاؤالدین کاشانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی ''بدائع الصنائع'' میں اس کا ذکر ''آثار ابی حنیفہ'' ہی کے نام سے کیا ہے۔(۲)

مشہور نسخے:

سب سے مشہور نسخے دو ہیں، ایک امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا اور دوسرا امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا اور یہی دونوں نسخے شائع بھی ہوئے ہیں اور ان میں بھی امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا نسخہ زیادہ معروف متداول ہے اور علماء نے بھی اس پر زیادہ کام کیا ہے، مثلاً امام طحاوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، شیخ جمال الدین قونوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، ابوالفضل علی بن مراد موصلی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور ماضی قریب میں مفتی مہدی حسن شاہجہاں پوری ''سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند نے ''قلائد الازہار'' کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے، مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور مولانا ابوالوفاء افغانی کا کتاب الآثار پر حاشیہ بھی ہے۔ نیز شیخ عبدالعزیز بن عبدالرشید اور شیخ محمد صغیر الدین نے اس کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے اور شیخ عبدالعزیز نے ترجمہ کے ساتھ کچھ اضافہ بھی کیا ہے اور اردو ترجمہ کے ساتھ مولانا عبدالرشید نعمانی کا کتاب الآثار کے تعارف سے متعلق ایک مبسوط مقدمہ بھی ہے، امام ابویوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے دونوں نسخوں کے ساتھ علامہ ابوالوفا افغانی کے عربی میں مقدمے بھی ہیں، ان کے علاوہ دیگر شراح ومحشین نے بھی مقدمے لکھے ہیں، امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے نسخے پر مولانا ابوالوفاء کی تعلیقات بھی ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور ان کے شاگردِ رشید قاسم بن قطلو بغا حنفی، دونوں حضرات نے کتاب الآثار لمحمد کے رجال پر ''الایثار بمعرفۃ رجال کتاب الآثار'' کے نام سے کتابیں لکھی ہیں، کتاب الآثار کے متعدد نسخے، یا ان کے کافی اجزاء ''مسانید امام اعظم'' کے مجموعے ''جامع المسانید'' میں بھی شامل ہیں، مثلاً امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے نسخے کی مرفوع روایات اور امام زفر و حفص بن غیاث رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے علاوہ دیگر حضرات کے نسخے بھی اس میں شامل کردیئے گئے ہیں۔(۳)

۱: العسقلاني، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر (المتوفى ٨٥٢ھ)، لسان الميزان، بيروت: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، ١٣٩٠ھ/١٩٧١م۔

۲: الكاساني، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الحنفي (المتوفى: ٥٨٧ھ) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج: ۱، ص ۲۲۰، طبع مصر۔

۳: علوم الحدیث، ص: ۳۸۷۔

امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی طرف منسوب کتب:

امام الائمہ، سراج الامت نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی طرف حدیث کی کئی کتابیں منسوب ہیں:

کتاب الآثار

مسندامام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

اربعینات امام اعظم ابو احنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وحدانیات امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

ان میں سے ''کتاب الآثار'' آپ کی تصنیف کردہ ہے، مگر بہت سے حضرات نے اس کتاب کو ان لوگوں کی تصنیف قرار دے دیا ہے جو اس کتاب کے رواۃ میں سے ہیں جو صحیح نہیں ہے، البتہ اس کے علاوہ باقی تینوں کتابیں آپکی تصنیف کردہ نہیں ہیں، بلکہ بعد کے لوگوں نے ان میں امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی روایت حدیث کو موضوع کے لحاظ سے جمع کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ان دونوں کتابوں کو ان کے مصنفین سے جس انداز پر روایت کیا ہے اس کو دیکھتے ہوئے اس قسم کی غلط فہمی کا پیدا ہو جانا کچھ زیادہ محل تعجب نہیں۔

اسلوب:

امام موصوف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا ان دونوں کتابوں میں طرز عمل یہ ہے کہ وہ ہر باب میں اولاً اس کتاب کی روایتیں نقل کرتے ہیں پھر بالالتزام ان روایات کے متعلق اپنا اور اپنے استاد امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا مذہب بیان کرتے ہیں اور اگر اصل کتاب کی کسی روایت پر ان کا عمل نہیں ہوتا تو اس کو نقل کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنے کی وجوہ و دلائل بالتفصیل لکھتے ہیں اور اس ذیل میں کتاب الآثار اور مؤطا دونوں کتابوں میں بہت سی حدیثیں اور آثار امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی منقول ہیں۔ اس بناء پر بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں خود امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ہی کی تصنیف کردہ ہیں۔ حالانکہ واقع میں ایسا نہیں بلکہ کتاب الآثار، امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی اور مؤطا، امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تصنیف کردہ ہے۔ اور امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ان دونوں حضرات سے ان کے راوی ہیں لیکن چونکہ امام ممدوح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ان کتابوں کی روایت میں امور مذکورہ بالا کا اہتمام رکھا ہے اس بناء پر ان کی افادیت بہت زیادہ بڑھ گئی اور ان کا تداول اس درجہ عام ہو گیا کہ بجائے اصل مصنف کے خود ان کی طرف کتاب کا انتساب ہونے لگا اور کتاب الآثار امام محمد اور مؤطا امام محمد کہا جانے لگا۔ اس لئے بعض حضرات کو یہ غلط فہمی ہو گئی جس کی اصل وجہ ان دونوں کتابوں کے بقیہ نسخوں پر عدم اطلاع ہے۔ (۴)

ترتیب وتبویب:

اس ''کتاب الآثار'' کی ترتیب کتاب وار اور باب وار ہے؛ البتہ یہ ضرور ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے صرف ابواب کے عناوین تجویز فرمائے، کتب کے عناوین تجویز نہیں فرمائے؛ مگر ان کے سامنے کتب کی رعایت بھی تھی؛ کیونکہ ایک اصل سے متعلق ابواب آپ نے ترتیب وار ذکر کئے ہیں: البتہ ''کتاب المناسک'' کا عنوان خود آپ نے قائم فرمایا ہے، اس کے بعد پھر ابواب کا ذکر کیا ہے۔ امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے نسخے میں کل ۳۰۵ ابواب ہیں، اس کی ترتیب درحقیقت فن فقہ میں لکھی جانے والی کتاب کی ترتیب کے مطابق ہے، کیونکہ فن فقہ میں سب سے پہلے طہارت کا بیان کرتے ہیں، پھر اس کے بعد کتاب الصلوۃ، جیسا کہ امام ابو داؤد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور امام ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی کتاب کو فقہی طرز پر مرتب کیا ہے، برخلاف بخاری و مسلم وغیرہ کے انہوں نے اس کا لحاظ نہیں کیا، بس من وعن اسی فقہی انداز پر امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کتاب ''کتاب الآثار'' مرتب کی گئی ہے۔

امتیازات:

یہ ایک ایسی کتاب ہے، جس کے مصنف کو تابعیت کا شرف حاصل ہے، آج دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی ہے، جس کو یہ ناقابل فراموش فضیلت حاصل ہو۔

۴: شیبانی، محمد بن حسن، امام، کتاب الآثار (مترجم ابو الفتح محمد صغیر الذین)، ص29، کراچی: مطبع سعیدی، قرآن محل۔ س۔ن نامعلوم۔

اسلام میں فقہ کے نہج پر جو کتاب لکھی گئی، اس میں اولین کاوش امام صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ہی کی ہے۔

یہ کتاب اسلام کی اولین مؤلفات میں سے ہے، اس لیے کہ امام صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا زمانہ سنہ ۱۵۰ھ تک کا ہے۔

اس سلسلہ میں عموماً اولیت امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور ان کی کتاب ''موطا'' کی بتائی جاتی ہے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس انداز پر اولین تالیف امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی ''کتاب الآثار'' ہے، امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ و دیگر حضرات جو اس انداز سے کام کرنے والے ہیں، وہ ثانوی درجہ میں اس مذاق و مزاج کو اپنانے والے ہیں۔ ''کتاب الآثار'' کو امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے چالیس ہزار احادیث کے مجموعہ سے منتخب فرمایا ہے اور ان میں سے اپنی شہرہ آفاق کتاب میں انیس ہزار احادیث کو جمع فرمایا ہے۔ آپ سے امام محمد بن حسن شیبانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے روایت کر کے کتابی شکل میں مرتب فرمایا ہے۔

اصول و شرائط:

امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے مقرر کردہ اصول و شروط کے پیشِ نظر اپنی صوابدید سے چالیس ہزار احادیث کے ذخیرہ سے اس مجموعہ کا انتخاب کر کے اپنے تلامذہ کو اس کی املاء کرائی ہے اور انتخاب کے بعد اس میں جو مرویات لی ہیں وہ مرفوع بھی ہیں اور موقوف و مقطوع بھی، زیادہ تر حصہ غیر مرفوع کا ہے، مرویات کی مجموعی تعداد نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے مختلف بھی ذکر کی گئی ہے، امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے نسخے میں ایک ہزار ستر کے قریب ہے اور امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے نسخے میں ایک سو چھ احادیث اور سات سو اٹھارہ آثار ہیں جن میں صرف مرفوعات ایک سو بائیس ہیں۔

کتاب الآثار میں مرسل روایات:

مرسل روایات کی قبولیت یا عدم قبولیت فقہا و محدثین کے مابین ایک معروف اختلافی بحث ہے۔ فقہائے احناف اور مالکیہ اس حوالے سے بہت توسع رکھتے ہیں اور ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مراسیل کو ترک کر دینے سے، نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے ارشادات کے ایک بہت بڑے حصے کو نظر انداز کر دینا لازم آتا ہے۔

اصولی بحث سے قطع نظر، اس ضمن میں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ ائمہ احناف نے جن مرسل روایات پر اپنے فقہی موقف کی بنیاد رکھی، وہ محدثین کے مقرر کردہ معیار کی روشنی میں بھی بحیثیت مجموعی قابل استناد ہیں۔ امام مالک نے جن مراسیل سے استدلال کیا ہے، ان کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے اور موطا پر محدثین نے ہمہ جہت تحقیقی کام کر کے اس پہلو کو بہت واضح کر دیا ہے۔ البتہ ائمہ احناف کے مستدلات پر اس نوعیت کا زیادہ کام دیکھنے کو نہیں ملتا۔

کتاب الآثار میں کل اکیاون مراسیل نقل کی گئی ہیں جو پچیس تابعین سے منقول ہیں اور ان میں سب سے زیادہ روایات امام ابراہیم نخعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی روایت کردہ ہیں جن کی تعداد سترہ ہے۔

پچیس تابعین میں سے چھ کبار تابعین ہیں جن سے مروی مراسیل کی تعداد دس ہے۔ متوسط تابعین کی تعداد سات اور ان سے مروی مراسیل کی تعداد دس ہے، جبکہ صغار تابعین کی تعداد بارہ اور ان سے مروی مراسیل کی تعداد اکتیس ہے۔

ان پچیس میں سے صرف دو یعنی حکم بن زیاد اور عبد الکریم بن ابی المخارق پر ائمہ جرح و تعدیل نے جرح کی ہے، جبکہ باقی سب راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

اکیاون مراسیل میں سے پانچ کے علاوہ، باقی سب کے شواہد اور مویدات ذخیرہ حدیث میں موجود ہیں۔ یوں یہ روایات ان محدثین کے اصول کے مطابق بھی قابل استدلال ہیں جو اصولاً مرسل کو قبول نہیں کرتے۔

جن پانچ مراسیل کے شواہد بظاہر میسر نہیں، ان میں سے صرف ایک روایت کے راوی عبد الکریم بن ابی المخارق ضعیف ہیں، جبکہ باقی چاروں راوی علی بن الاقمر، علی بن حسین بن زین العابدین، محمد بن سوقہ اور ابراہیم نخعی جلیل القدر اور ثقہ تابعین ہیں۔(۵)

۵: محمد عثمان لیاقت، کتاب الآثار للشیبانی میں مرسل روایات۔ تجزیاتی مطالعہ'' (مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ، سیشن ۱۴-۲۰۱۲ء)۔

پہلی قسط

قاری محمد حبیب رضوی قادری علیہ الرحمۃ

حیات و خدمات

مولانا محمد افضال حسین نقشبندی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ یہ نظام کائنات عارضی اور غیر مستقل ہے اس کی ہر چیز بقاء سے فنا اور وجود سے عدم کی طرف رواں دواں ہے۔ آج سے ہزاروں سال قبل اس کی تخلیق کی گئی اور ایک متعین وقت تک کیلئے اس کو قرار بخشا گیا۔ عنقریب اس پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں اس کی ہر چیز تہ و بالا کر دی جائے گی۔ خلاق لم یزل کے ماسوا ہر چیز نیست و نابود ہو جائے گی۔ دنیا کی اس مدت قرار میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کا سلسلہ چلایا ابتدائے آفرینش سے لیکر امروز تک لاکھوں انسانوں نے اس گلستان میں جنم لیا اور کچھ عرصہ کے لئے مسافر کی طرح سکونت اختیار کر کے موت کی آغوش میں چلے گئے۔

پھر اس دار فانی میں آنے والے بعض ایسے انسان ہوتے ہیں کہ ان کی پیدائش پر دھوم دھام ہوتی ہے۔ خوشیوں اور مسرتوں کے انبار ہوتے ہیں لیکن جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو چند لوگوں کے سوا ان کے جانے کا کسی کو علم نہیں ہوا ان کی وفات پر دو چار آنسو بہا کر خراج عقیدت پیش کرنے والا ان کے مسکن و مستقر پر جا کر چند جملے مغفرت کے بولنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

الغرض ان کے دنیا سے کوچ کرنے کے چند دنوں بعد ان کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے لیکن بعض نفوس ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اس دھرتی پر قدم رکھتے ہیں جن کا وجود ظاہراً آب و گل سے مرکب ہوتا ہے لیکن وہ علم کے اس زینہ ترقی پر ہوتے ہیں کہ ہزاروں انسان ان کے چشمہ علم و عرفان سے سیراب ہوتے ہیں جہالت کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ معرفت و ہدایت کی وادیاں بہتی ہیں وہ چلتے زمین پر ہیں لیکن آسمان میں ملائکہ ان پر رشک کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جب دنیا فانی کو الوداع کہتے ہیں تو ان کی جدائی پر ہزاروں انسان اشک افشانی کرتے ہیں ان کو رخصت کرنے کیلئے انسانیت کا جم غفیر جمع ہوتا ہے۔ ان کے دار آخرت کی طرف کوچ کرنے کی خبر ہزاروں انسانوں کو آنسو بہانے پر مجبور کرتی ہے۔ ان کا وجود تو دنیا کے چہرے سے چھپ جاتا ہے لیکن ان کا نام انسانی مخلوق کے لب و زبان پر جاری رہتا ہے۔ انہیں شخصیات میں سے ہمارے مہربان قاری محمد حبیب قادری رضوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ذات گرامی قدر تھی۔

آج سے چند روز قبل بندہ جامعہ فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا للبنات (رجسٹرڈ) کے اس مرکزی دروازہ پر کھڑا تھا جہاں پر قاری صاحب سے کئی بار شرف ملاقات حاصل ہوئی۔ اچانک وہ منظر میرے سامنے ہے میں یادوں میں کھو گیا کہ وہ سر پر سجا خوبصورت عمامہ شریف، آنکھوں میں بلا کی عقابی، رعب دار کشش، خوبصورت چہرہ، چہرے پر علم و تقویٰ کی نورانیت، اکابرین کی تابندہ روایات کے امین، سادگی اور متانت کے پیکر، تدبر و فراست ایمانی سے متصف، ہر تکلف و تصنع سے عاری، ہر موسم سے بے نیاز، زمانے کے سرد و گرم کے شاکی نہ رو بہ زوال صحت پر نالاں، قلندرانہ دل و دماغ اور کسی مافوق الفطرت طبیعت کے مالک تھے۔ اشاعت علوم نبویہ کے جذبہ سے سرشار بہترین استاد اور مشفق و مربی تھے۔

قاری صاحبؒ کا نام ذہن میں آتے ہی ایک ایسی شخصیت کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں جسے فیاض حقیقی نے علم و فضل، جود و سخا، قناعت و استغناء، صبر و استقامت اور عزیمت و جفاکشی جیسی اعلیٰ صفات سے نوازا تھا۔ ان کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا اور زندگی کی ساری تگ و دو

حصول علم، اشاعت علم اور طالبات علم ہی کیلئے تھی ۔شاعر نے کچھ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا کہ:

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

ولادت:

قاری محمد حبیب رضوی رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیہ یکم اپریل ۱۹۶۸ء کو سانگلہ ہل کے مضافاتی گاؤں مہیس شمالی میں جناب محمد عنایت اللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ کے والد ماجد تہجد گزار اور صوم وصلوۃ کے سختی سے پابند تھے۔آپ کے دادا جن کا نام حسین بخش تھا وہ بھی عبادت گزار تھے بقول گاؤں کے لوگوں کے لوگ آپ کے دادا اور والد گرامی سے اپنے چھوٹے موٹے فیصلے بھی کرواتے تھے اور سب کو ان پر اتنا اعتماد ہوتا تھا کہ جو فیصلہ بھی کر دیتے دونوں فریق اس کو صدق دل سے قبول کرلیا کرتے تھے۔آپ کے والد گرامی کچھ زیادہ پڑھے لکھے تو نہ تھے مگر پھر بھی ذہین ولائق تھے۔شاید لوگوں کا آپ سے فیصلے کروانا بھی آپ کے ذہین ہونے کی وجہ سے ہی تھا۔قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ روانہ تلاوت کیا کرتے تھے۔اور آپکی والدہ ماجدہ جو کہ ماشاء اللہ بقید حیات زندہ ہیں وہ بھی نماز پنجگانہ اور تہجد گزار ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بوسیلہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا سایہ اپنے دیگر بچے بچیوں اور پوتے پوتیوں پر صحت وعافیت سے تادیر قائم ودائم فرمائے۔آمین۔

عہد طفولیت:

قدرت جن افراد سے مخصوص کام لینا چاہتی ہے، انہیں صلاحیتیں بھی مخصوص ہی عطا کرتی ہے اور پھر ان صلاحیتوں کی نگرانی بھی خود ہی کرتی ہے۔عظیم لوگوں کا بچپن اور یونہی لڑکپن بھی عظیم ہوتا ہے اور دیکھنے والے ابتداء سے ہی ان کے عظیم کارناموں کا اندازہ کر لیتے ہیں۔حضرت قاری صاحب رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیہ کا مبارک بچپن بھی آپ کی عظمت شان اور مقام رفیع کا مظہر تھا۔

قاری صاحب کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ''ابھی عمر بمشکل پانچ یا چھ سال ہوگی جب میرا محمد حبیب سحری کے وقت اٹھ کر بیٹھ جاتا اور اپنے والد ماجد کے ساتھ نماز تہجد ادا کرتا۔ابھی سات سال عمر ہوگی جب اعتکاف بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔نماز پنجگانہ کے اہتمام کی یہ صورت تھی کہ جونہی اذان ہوئی وضو کیا اور اپنے والد کے ساتھ مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرتا تھا۔حقیقت یہ ہے کہ باجماعت نمازوں کی ادائیگی کا جوشوق اور جنون تاحیات آپ پر غالب رہا اس کی ابتداء اوائل عمری ہی میں ہو چکی تھی۔

والدہ کہتی ہیں کہ''بچوں کے ساتھ اس کا تعلق بس مسجد کی حد تک ہی رہتا تھا یا پھر سکول کی حد تک ورنہ بچپن اور لڑکپن میں بھی عام بچوں سے الگ تھلگ ہی رہتا تھا۔کھیل کود میں کبھی بھی رغبت نہ رہی۔یہی دور تھا جب سے سر پر ٹوپی رکھنے کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔''

تعلیم وتربیت:

قاری صاحب کی والدہ ماجدہ کہتی ہیں کہ:

''ہمارے گاؤں میں گھر کے قریب ہی گورنمنٹ پرائمری سکول تھا جہاں حبیب کو اس کے والد نے تقریباً۱۹۷۲ء میں داخل کروایا۔اس وقت حبیب کی عمر تقریباً ساڑھے چار یا پانچ سال کی ہوگی۔وہ صبح سکول جاتا اور عصر کے بعد گاؤں میں ہی سید صابر حسین شاہ صاحب کے پاس قرآن کریم پڑھنے جایا کرتا تھا۔اور نماز مغرب مسجد میں ہی ادا کر کے پھر گھر واپس آیا کرتا تھا۔اسی عمر میں حبیب نہایت ہی ہر دلعزیز تھا۔اساتذہ کی آنکھوں کا تارا اور طلباء کی نگاہوں کا مرکز ہوا کرتا تھا۔سگریٹ، حقے سے سخت نفرت تھی۔ہر کلاس سے اعلیٰ نمبروں میں پاس ہوا کرتا تھا۔۱۹۷۷ء میں حبیب نے پرائمری کا امتحان نہ صرف پاس کیا بلکہ پوزیشن بھی حاصل کی۔تب تک اس نے قرآن مجید ناظرہ کے ساتھ ساتھ تیسواں اور پہلا پارہ اور اس کے علاوہ کئی سورتیں بھی حفظ کر لی تھیں۔

مڈل وہائی تعلیم حاصل کرنے کیلئے ۱۹۷۷ء میں شہر سانگلہ ہل میں داخل ہوا۔روزانہ سائیکل پر سکول جایا کرتا اسی دوران ہم سب شہر سانگلہ ہل میں شفٹ ہو گئے۔۱۹۸۲ء میں اس نے اعلیٰ نمبروں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔۱۹۸۴ء میں ایف اے گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج سانگلہ ہل سے ہی کیا، اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوا ساتھ ہی میرٹ پر پرائمری سکول میں بطور ٹیچر تقرر ہوا۔قرأت کا کورس زینت القراء، فخر القراء، علاقہ بلکہ پورے ضلع کی جانی پہچانی شخصیت قاری محمد صابر حسین مشوری سے کیا۔باقی تعلیم داماد محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ

مولانا ابو الطیب مفتی محمد ذوالفقار علی رضوی دامت برکاتھم العالیہ سے ہی حاصل کی اور مفتی صاحب کو اپنے اس شاگرد پر بڑا ناز تھا اور ہے۔

حلیہ مبارک:

خدا تعالیٰ نے آپ کو حسن سیرت کے ساتھ ساتھ حسن صورت سے بھی خوب مزین کیا تھا۔ میانہ قد، روشن آنکھیں، سنت کے نور سے جگمگاتا چہرہ، گندمی مائل رنگت، تمام اعضاء بدن جسم اطہر پر انتہائی متناسب، سادہ لباس، نرم دم رنگت، تمام اعضاء بدن جسم اطہر پر انتہائی متناسب، سادہ لباس، نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو، سراپا سے عجز و انکسار ظاہر خاموش ہوں تو پر جلال، محو کلام ہوں تو جمال ہی جمال، ہمیشہ نگاہیں جھکا کر سڑک کنارے پہ چلتے، نمود و نمائش سے کوسوں دور، راستے میں ہر ایک کو سلام کی پہل کرنا، ریا کاری سے دور، بڑے بڑے القابات سے نفرت، سنجیدہ طبع ہونا، قاری صاحب صفات حمیدہ اور خصائل حسنہ سے متصف تھے اور اخلاق رزیلہ اور عادات سئیہ سے نفیر تھے۔ اس شعر کے پورے مصداق ہیں۔

یہ رتبہ بلند ملا ہے جسے مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں؟

قاری صاحب چھ بھائی تھے۔ آپ بھائیوں میں سب سے چھوٹے اور آپ سے پانچ بھائی بڑے تھے۔ سب سے بڑے بھائی محمد سعید اختر تھے۔ جو ۱۲ جولائی ۲۰۱۱ء کو انتقال کر گئے۔ ان کی اولاد چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اس سے چھوٹے بھائی محمد نعیم اختر ہیں۔ شادی ہوئی بیوی فوت ہوگئی۔ پھر دوبارہ شادی کی تو ان کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی کی پیدائش ہوئی۔ اس سے چھوٹے بھائی محمد سلیم ہیں جن کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ اس سے چھوٹے بھائی محمد سلیمان تھے جن کا انتقال پانچ اگست ۱۹۹۴ء کو ہوا جن کی پانچ بیٹیاں ہیں۔ ان میں سے ایک تو کم عمری میں ہی انتقال کر گئی۔ اس سے چھوٹے بھائی محمد وحید تھے جو کہ انتقال کر گئے ہیں۔ ۲۰۱۳ء میں ان کا انتقال ہوا ان کی اولاد دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ اس سے چھوٹے قاری محمد حبیب قادری رضوی تھے۔ آپ کی اولاد دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہے۔ بڑے بیٹے کی عمر ۲۱ سال اور نام محمد بلال حبیب قادری اور چھوٹے کی عمر بارہ سال اور نام محمد مشتاق حبیب قادری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قاری صاحب کو دین کے لئے چن لیا تھا۔

حمید بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا وہ فرمار ہے تھے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

"من یرد اللہ بہ خیر یفقھہ فی الدین۔

"جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔"(۱)

ظاہر ہے کہ اسلام جس زندگی کا تقاضا کرتا ہے اور انسان ان کو عبودیت کی معراج پر دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ علم دین ہی پر موقوف ہے، علم دین کی بنا پر انسان، انسان بنتا ہے اور بندہ اپنی حقیقت کو پہچان کر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے، نیز عقیدہ وعمل کی تمام راہیں اسی سے نکلتی ہیں۔ جس پر چل کر بندہ اپنے پروردگار کا حقیقی اطاعت گزار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرماں بردار اور دین وشریعت کا پابند بنتا ہے۔

قاری صاحب کا ایف اے تک عصری تعلیم حاصل کرنا اور پھر گورنمنٹ نوکری کو لات مار کر دین کا ایف اے کر کے سرکار کریم اور دین اسلام کی نوکری کرنا یقینا

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

شباب مقدس:

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار

"جوانی کے عالم میں توبہ پر قائم رہنا انبیاء کرام علیھم السلام کی سنت ہے۔ بڑھاپے میں ظالم بھیڑیا بھی پرہیز گار بن جاتا ہے"۔

قاری صاحب کا دور شباب (جوانی) ذہنی وقلبی تطہیر اور فکری وعملی پاکیزگی میں اپنی مثال آپ تھا۔ آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور توانائیاں اپنے رب جل مجدہ اور اسکے پیارے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان بیان کرنے اور حب صحابہ کرام واہلبیت عظام پھیلانے میں صرف کر دی تھیں۔ نیز خدمت واطاعت شیخ پر تاحیات کمر بستہ رہے۔

۱: البخاری: الصحیح، کتاب العلم، باب: من یرد اللہ بہ خیر الیفقھہ فی الدین، رقم الحدیث: ۷۱، صفحہ: ۱۷، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا آغاز شباب تکمیل علم اور وسط شباب اشاعت علم میں گزرا۔ آنکھوں میں شرم و حیا تھی اپنی نظر کی سخت حفاظت فرمانے والے تھے۔

عاجزی وانکساری:

انسان اگر خدا کی معرفت و رضا یا مخلوق پر رحم و کرم کی خاطر اپنے اصل درجے اور رتبے سے کم پر راضی ہو جائے یا خود کو پست کر دے تو اس فضیلت کو تواضع کہیں گے۔ وضع (ذلت) اور تواضع میں بڑا فرق ہے۔ وضع ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں انسان اپنے نفس کی لذت کی خاطر اپنی ذلت رسوائی اور نفس کی اہانت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ علامہ زبیدی فرماتے ہیں کہ تواضع، خدا کی ذات وصفات کی معرفت، اس کے جلال و جبروت اور محبت وعلم اور نفس کے عیوب ونقائص کے علم سے پیدا ہوتی ہے۔ جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی جناب میں انکسار قلب اور مخلوق کے حق میں رحم اور نیاز مندی کے ساتھ جھک جانے کا نام ہے اور جو پستی اور اہانت نفس کی لذت کی خاطر، خودداری اور عزت نفس کو مٹا کر اختیار کی جاتی ہے۔ اس کا نام ذلت ہے۔ پہلی صفت فضیلت اور دوسری رزیلت ہے۔

صاحبزادہ محمد علی حسن رضوی صاحب نے بیان کیا کہ:

''اکثر اوقات جب عمامہ شریف بندھوانا ہوتا تو فون کر کے بلاتے۔ عمامہ شریف کا طرہ نکلوانا پسند نہیں کرتے تھے اگر کبھی میں طرہ زبردستی نکال دیتا تو اس وقت تو کچھ نہ کہتے بعد میں طرہ کو پانی لگا کر نیچے کی طرف جھکا دیا کرتے تھے۔ یہ عمل آپکی عاجزی وانکساری پر واضح دلیل ہے۔''

راقم الحروف نے جب مختلف احباب کے انٹرویو کئے تو ان میں سے کئی احباب نے بیان کیا کہ قاری صاحب میں عاجزی وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ اپنے بارے میں کوئی بھی مدح و توصیف کا کلمہ پسند نہ فرماتے تھے بلکہ سختی سے منع فرماتے تھے۔

محترم حاجی محمد امین جیبی صاحب (بانی انجمن میلاد مصطفی ﷺ رجسٹرڈ سانگلہ ہل) بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک بار جامعہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی معلمات میں سے ایک معلمہ نے قاری صاحب سے کہا آپ خود جامعہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ انجمن میلاد مصطفی ﷺ کے احباب سے اس کے امور میں مشاورت کی آپ کو کیا ضرورت ہے۔''

یہ سنتے ہی جلال میں آ کر کہنے لگے:

''میں اس جامعہ کا ناظم نہیں بلکہ خادم ہوں اور نہ ہی میں نے کبھی اپنے آپ کو اس جامعہ کا ناظم سمجھا ہے۔''

ان واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے اور اپنے پانچ چھے سال کے انکے ساتھ تعلق کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے یہ بات کہنے میں کوئی بھی عار نہیں کہ قاری صاحب کی زندگی مجسمہ عجز وانکسار اور تکبر و رعونت سے کوسوں دور تھی۔

اخلاق واقدار کا پیکر:

نیک و صالح مومن وہ ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کرتا ہے اور اس کی زندگی اطاعت وفرماں برداری کی راہ پر گزرے۔ بالخصوص حدیث شریف میں مسلمان کے جو چھ حقوق بیان ہوئے ہیں ان کی پابندی کرے۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''حق المسلم علی المسلم ست۔''

''مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔''

آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں:

1: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اذا لقیتہ فسلم علیہ۔"

''جب تو اس سے ملے تو اُسے سلام کر۔''

2: "واذا دعاك فاجبه۔"

''اور جب وہ تجھے دعوت دے تو قبول کر۔''

3: واذا استنصحك فانصح له"

''اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی طلب کرے تو اسکی خیر خواہی کر۔''

4: "واذا عطس فحمد اللہ فشمته۔"

''جب وہ چھینکے اور الحمد اللہ کہے تو تم دعا دو یعنی "یرحمك اللہ" کہو۔''

5: "واذا مرض فعدہ۔"

"جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو۔"

"واذا مات فاتبعه۔"

"اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو"۔ (۲)

قاری صاحب کی زندگی میں، میں نے یہی دیکھا ہے کہ آپ ان چھ حقوق کو ادا کرنے میں ہی لگے رہتے تھے۔ ان کی زندگی میں ان چھے حقوق کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

افشاء السلام:

حقوق المسلم میں سب سے پہلا حق جو اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جب مسلمان بھائی ملے اُسے السلام علیکم کہے۔

دوسری حدیث شریف میں نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے بہترین مسلمانوں کی نشاندہی یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ السلام علیکم بہت زیادہ کہنے والا ہو۔

کسی بھی مسلمان کے بہترین اور خیر والا ہونے کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ وہ ہر ایک مسلمان کو سلام کہے۔ دین اسلام میں اسلام علیکم کو اسلام کا شعار قرار دیا گیا ہے اور اس وصف پہ جنت کی گارنٹی دی گئی ہے اور صرف مسلمان ہونے کی نہیں بلکہ بہترین مسلمان ہونے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ (اس پر مکمل حدیث شریف بمعہ "حوالہ مہمان نوازی" والی سرخی میں آگے آئے گی)۔

قاری محمد حبیب قادری رضوی میں یہ صفت کمال درجہ کی پائی جاتی تھی۔ رستے میں چلتے ہر مسلمان کو سلام کہتے۔

میں نے بھی کئی بار اس چیز کا مشاہدہ کیا ہے میں جب بھی قاری صاحب کے ساتھ چلا تو دوران سفر یہی دیکھتا بار بار ہاتھ اٹھا کر قاری صاحب السلام علیکم کہتے۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ قاری صاحب کا وظیفہ سفر میں السلام علیکم ہوتا تھا۔

قاری صاحب کے بڑے بیٹے محترم محمد بلال حبیب قادری صاحب نے بتایا کہ گھر میں آتے اور جاتے پابندی سے السلام علیکم کہا کرتے تھے۔ مدرسہ جاتے اور مسجد میں نماز پڑھانے جاتے ہوئے راستے میں جو بھی مسلمان بھائی ملتا اس کو السلام علیکم کہنا آپ کا معمول تھا۔ یہی بات آپ کی والدہ محترمہ نے بھی باالفاظ مختلفہ بیان کی ہے۔

فوجی محمد افضل صاحب (جو کہ ایک معمر بزرگ ہیں) بیان فرماتے ہیں کہ:

"قاری صاحب جب بھی میری دکان کے قریب سے گزرتے السلام علیکم ضرور کہتے۔ انکی پوری زندگی میں مجھے کوئی ایک دن بھی ایسا یاد نہیں جب وہ السلام علیکم کہے بغیر میرے قریب سے گزرے ہوں"۔

راقم نے کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب کبھی میں محترم حاجی محمد امین جیبی صاحب یا محترم محمد مقصود احمد صاحب (سلطان واچ ہاؤس والے) انکی دکان پر بیٹھا ہوتا۔ سائیکل پر گزرتے تو ہاتھ اٹھا کر السلام علیکم کہتے۔ آج بھی میں جب یہ بات لکھ رہا ہوں تو قاری صاحب کا یہ عمل آنکھوں کے سامنے نظر آ رہا ہے۔

عرصہ پانچ چھ سال راقم کا جو قاری صاحب سے ایک دیرینہ تعلق رہا اس میں شاید سینکڑوں بار موبائل فون پر ان سے رابطہ ہوا ہوگا لیکن ان میں سے مجھے ایک بھی Call ایسی یاد نہیں جس میں انہوں نے سلام کی پہل نہ کی ہو۔

محترم محمد رشید صاحب (خادم جامع مسجد تلاب والی) بیان کرتے ہیں کہ:

"قاری صاحب کا معمول تھا۔ سلام میں پہل کرتے تھے اور جب کبھی میری دکان کے قریب سے گزرتے السلام علیکم ضرور کہا کرتے تھے۔ بعض اوقات ہم کام میں اتنے مگن ہوتے تھے کہ قاری صاحب کو بلند آواز میں کئی بار السلام علیکم کہنا پڑتا مگر پھر بھی غصہ نہیں کرتے تھے۔"

حاجت برآری:

اس حدیث میں دوسرا حق رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ:

"واذا دعاك فاجبه۔"

"جب مسلمان بھائی بلائے تو اس کی بات کو قبول کرے۔"

۲: احمد بن حنبل :المسند، مسند المکثرین من الصحابۃ، رقم الحدیث :۸۸۴۵، صفحہ ۲۰۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

کئی لوگ اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ جب مسلمان بھائی دعوت کرے تو ضرور کھائے، ہاں دعوت قبول کرنا مسلمان کا حق ہے۔ لیکن بڑا حق دعوت کرنا ہے۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے "اطعمو الطعام" سے بیان فرمایا ہے۔ کئی لوگ غریب آدمی کی دعوت قبول نہیں کریں گے۔ عذر اور بہانے تراشیں گے اور امیر آدمی کی دعوت کو ضرور آئیں گے بلکہ دوسرے کام چھوڑ کر آئیں گے۔ لیکن قاری صاحب غریبوں سے محبت کرنے والے انسان تھے۔ انہیں کھانے پینے سے غرض نہیں تھی انہیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود تھی۔

محترم اشفاق احمد رضوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"اگر کوئی غریب اپنی بیٹی کی شادی پر یا کوئی غریب اپنے بیٹے کے ولیمہ پر آنے کی دعوت دیتا تو جتنے بھی مصروف ہوتے وقت نکال کر ضرور جایا کرتے تھے۔"

اس حدیث شریف کا یہاں مطلب یہ ہے کہ مسلمان بھائی کو حاجت ہو تو وہ تجھے بلائے تو اس کی ضرورت کو ضرور پہنچ۔ یہ خوبی بھی قاری صاحب میں کمال درجہ کی تھی۔

محترم محمد رشید صاحب (خادم جامع مسجد تالاب والی) بیان کرتے ہیں:

"قاری صاحب اتنے اچھے تھے کہ کبھی کوئی آپ سے کچھ مانگتا تو ناں نہ کرتے تھے۔ ایک طالبہ جو کہ آپ کی شاگرد تھی اس کے والدین بہت غریب تھے۔ انہوں نے آ کر قاری صاحب سے کہا قاری صاحب! یہ آپکی بھی بچی ہے۔ اس کیلئے کچھ کریں۔ جس پر قاری صاحب نے اس بچی کیلئے فرنیچر اور دیگر سامان اور شادی کے کھانے وغیرہ کا سب انتظام اُن کر دیا مگر کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دی۔"

اسی طرح محترم حاجی محمد امین حبیبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"قاری صاحب کے محلہ میں کسی بچی کی شادی تھی وہ قاری صاحب کے پاس آئے کہا ہماری بچی کی شادی ہے جس میں ہمیں تقریباً اسی ہزار روپے کی ضرورت ہے۔"

قاری صاحب نے ان سے پوچھا:

"یہ رقم آپ کو کب تک چاہیے؟"

انہوں نے جتنے دنوں کا کہا اُس سے چند دن قبل ہی اس کا بندوبست کر کے اُن کے گھر دے آئے۔

حاجی صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ:

"وصال سے چند دن قبل ہی اپنے محلہ کی ایک لڑکی کو فرنیچر بنوا کر دیا جو کہ غریب گھر کی تھی اور ساتھ ہی اسکے گھر والوں کو کہا کہ آپ نے پریشان نہیں ہونا۔ باقی انتظام بھی ان شاء اللہ میرے حضور ﷺ کے صدقے ہو جائے گا لیکن ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔"

محترم محمد نعیم الیکٹرونکس والے بیان کرتے ہیں کہ:

"ہمارے محلہ کی ایک طالبہ جو کہ جامعہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں زیر تعلیم تھی اور معذور بھی تھی لیکن اس کو علم دین حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔ گھر والے رکشہ کی فیس برداشت نہیں کر سکتے تھے اسی بنا پر بچی کو جامعہ سے نکلوانے کا ارادہ کیا تو قاری صاحب کو علم ہوا تو آپ اس بچی کے والدین سے ملے اور رکشہ کی فیس خود ادا کرنے کی ذمہ داری اٹھالی پھر جب تک وہ پڑھتی رہی رکشہ کی فیس قاری صاحب ادا کرتے رہے۔"

محترم محمد رشید صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"جامعہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ایسی بچیوں کی جو کہ دیہاتوں سے تعلیم دین کیلئے آتیں تھیں ان کی ایک خاص تعداد تھی جن کے رکشوں کی ماہانہ فیس خود ادا کرتے تھے۔"

خیر خواہی کا جذبہ:

اس حدیث شریف میں حقوق المسلمین میں سے تیسرا حق جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ:

"واذا استنصحك فانصح له۔"

"مسلمان بھائی کی خیر خواہی کی جائے"۔

اس حق کے پیش نظر قاری صاحب کا سارا وقت عامۃ المسلمین کی ہدایت و ارشاد کی خاطر مسجد و درس میں مسائل و احکام بیان کرنے میں، صبح و شام بچوں کو پڑھانے اور صبح نو بجے سے لیکر تقریباً دو اڑھائی بجے تک جامعہ فاطمۃ الزہراء میں بچیوں کی تعلیم و تربیت میں گزرتا تھا۔

جب کوئی شخص آپ کے گھر میں دینی رہنمائی کیلئے آتا تو آپ اپنے مشاغل چھوڑ کر ہمہ تن گوش اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور جتنی

دیر وہ چاہتا، آپکے پاس بیٹھا رہتا۔ آپ نے کبھی کسی قسم کی ناگواری اور اکتاہٹ کا اظہار نہیں کیا بلکہ آنے والے شخص کی وقت اور موسم کے مطابق مہمان نوازی کرتے اور اصرار کے ساتھ اُسے چائے مشروب وغیرہ ضرور پلاتے اگر کھانے کا وقت ہوتا تو اسے کھانا کھائے بغیر کبھی نہ جانے دیتے۔

راقم الحروف ایک دن قاری صاحب کے در دولت پر ان کے ساتھ بیٹھا تھا تو اس دوران میں آپکے موبائل فون پر بار بار لوگوں کے فون آرہے تھے۔ میں نے یہ دیکھ کر کہا کہ اس پریشانی سے تو بہتر ہے بندہ اپنے پاس موبائل فون ہی نہ رکھے۔ یہ سن کر قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرمانے لگے:

''اس سے بھی تو لوگوں کو فائدہ ہی ہو رہا ہے اور سرکار کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ''مسلمان بھائی کیساتھ خیر خواہی کی جائے'' کے مطابق مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی ہی ہو رہی ہے۔''

محترم ڈاکٹر محمد ندیم بیان کرتے ہیں:

''دوستوں کی مسائل میں اکثر رہنمائی فرمایا کرتے تھے ایک بار مجھے کھڑے ہو کر کنگھی کرتے ہوئے دیکھا تو بڑے پیار بھرے انداز سے ایسا سمجھایا کہ اسکے بعد جب بھی داڑھی شریف کو کنگھی کرتا ہوں تو بیٹھ کر ہی کرتا ہوں۔''

ڈاکٹر صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک بار مجھے ٹی شرٹ میں نماز پڑھتے دیکھ کر سمجھایا اور رہنمائی کی اور فرمانے لگے تم جس طرح کسی کے ہاں مہمان جاتے ہو تو کس طرح تیار ہو کر جاتے ہو یہ اللہ کا گھر ہے۔ اس میں تو اور بھی اہتمام اور تیاری سے حاضر ہونا چاہیے۔ ان نصائح سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ مجھے انتہائی خوشی اور شادمانی بھی محسوس ہوئی کہ ہمارے محترم قاری صاحب نے اصلاح و رہنمائی فرمائی۔''

ہو گئے محروم ہم اس گوہر نایاب سے
ہو گیا خالی شبستان آہ اس مہتاب سے
سسکیاں سی اٹھ رہی ہیں منبر و محراب سے
جیسے مجبوراً بچھڑ جائے کوئی احباب سے

اسی مذکورہ بالا حدیث میں چوتھا حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ:

''واذا عطس فحمد اللہ فشمتہ۔''

''اور جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو تم دعا دو یعنی ''یرحمك اللہ'' کہو''۔

یہ وصف بھی قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ میں پایا جاتا تھا۔ جب بھی پاس بیٹھے کسی شخص کو چھینک آتی وہ ''الحمد للہ'' کہتا تو قاری صاحب فوراً ''یرحمك اللہ'' جواب میں کہتے۔ ایسا راقم نے اکثر دیکھا، بلکہ اگر کوئی نہ کہتا تو اس کو حدیث شریف سنا کر ترغیباً کہتے کہ دوسرے مسلمان بھائی کا حق ہے اگر ہم ''یرحمك اللہ'' نہیں کہیں گے تو گویا ہم نے دوسرے مسلمان بھائی کا حق ادا نہ کیا۔ کئی لوگوں نے جو آپ کے پاس بیٹھنے والے تھے انہوں نے یہ جواب آپ سے سن سن کر یاد کر لیا تھا۔

بیمار پرسی کرنا:

مذکورہ حدیث شریف میں حقوق المسلم میں پانچواں حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی وعیادت کرنا بتایا ہے:

''واذا مرض فعدہ۔''

''جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو''۔

حضرت سیدنا ثوبان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بیمار آدمی کی عیادت کرنے والا جنت کے میوہ زار میں ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے۔''(۳)

بیمار کی عیادت والا وصف بھی قاری صاحب میں کمال درجے کا تھا جس کسی کے بیمار ہونے کی خبر ملتی فوراً اُس کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے۔

قاری محمد حبیب قادری رضوی کے برادر گرامی جناب محمد سلیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''پورے شہر میں نہیں بلکہ پورے علاقہ میں قاری صاحب کی بہت عزت و توقیر اور عظمت تھی، ان کا عام معمول تھا جب ان کو علم ہوتا

۳: الترمذی: الجامع الصحیح، ابواب الجنائز، باب: ماجاء فی عبادۃ المریض، رقم الحدیث: ۹۶۷، صفحہ ۲۱۰ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

کہ کوئی عالم دین یا کوئی مسلمان بھائی بیمار ہے تو اُس کی تیمارداری کیلئے اسکے گھر پہنچ جاتے اور اسکی بیمار پرسی فرماتے اور دعائیں بھی دیتے۔ جب بھی کسی عالم دین کی تیمارداری کو جاتے اس عالم دین کی نقدی کی صورت میں خدمت بھی کر کے آتے۔ موسمی پھل وغیرہ بھی ساتھ لے جاتے۔ کسی غریب و اہل محلہ کی یا کسی کی بھی بیمار پرسی کیلئے جاتے تو خالی ہاتھ نہیں جاتے تھے۔"

جناب فوجی محمد افضل صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"میرے پیٹ پر پکندر پھوڑا ہر سال نکلا کرتا تھا۔ کئی آپریشن بھی ہوئے قاری صاحب رات دس بجے روزانہ تیمارداری کیلئے آیا کرتے تھے تاکہ کسی کو پتا بھی نہ چلے اور احادیث بیان کر کے ڈھارس بندھاتے۔ کسی چیز کی بھی ضرورت ہوتی فراہم کرتے اب ان جیسا قاری صاحب ہمیں نہیں ملے گا۔"

جن دنوں ہم سانگلہ ہل کے مضافاتی گاؤں گھوئینکی لدھڑ چک نمبر ۱۱۶ر۔ب ہوا کرتے تھے میری والدہ ماجدہ کو پتے میں پتھری کا عارضہ تھا۔ قاری صاحب کو کہیں سے انکی ناسازی کا علم ہوا تو سخت گرمیوں میں موٹرسائیکل پر کسی دوست کے ساتھ تیمارداری کیلئے تشریف لائے۔ ساتھ پھل وغیرہ بھی تھا یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب قاری صاحب سے میرے تعلق کو شاید دو ماہ بھی مکمل نہ ہوئے ہوں گے۔ آپ کا معمول تھا کسی غریب سے غریب آدمی کا بھی پتا چلتا کہ وہ بیمار ہے تو اس کی عیادت کیلئے چلے گئے۔ مجھے ساری زندگی اپنی والدہ کی بیمار پرسی والا واقعہ نہیں بھولے گا۔

اہل محلہ کا بیان ہے کہ:

"قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے نمازیوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کے نام و ایڈریس تک کا قاری صاحب کو پتا ہوتا تھا۔ اکثر و بیشتر صبح درس میں فرماتے یہ ہماری سستی ہے۔ ہمیں نمازیوں کا پتا نہیں ہوتا۔ انکے گھر کا پتا نہیں ہوتا کوئی بیمار ہو جائے ہمیں پتا نہیں چلتا۔ ان کا خیال رکھا کرو پتا چلے ان کی تیمارداری کیلئے جایا کرو۔ فرماتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اپنے مومن بھائی کو اس کی تکلیف میں تسلی کی تلقین کرے اور اس کی تیمارداری کرے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سبز رنگ کا لباس پہنائے گا۔"

صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے پوچھا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "یُحْبَرُ بِھَا" کا کیا مطلب ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس پر رشک کیا جائے گا، دوسرے اس پر رشک کریں گے کہ کاش! یہ لباس ہمیں بھی مل جائے۔" (۴)

حاجی محمد امین حبیب صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"ملک حاجی عبدالحمید صاحب گکے زئی ان کی تیمارداری کیلئے اکثر اوقات جایا کرتے تھے۔"

حاجی صاحب نے ہی بیان کیا ہے:

"جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم (سابقہ ایم این اے) جن دنوں الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل تھے اپنے دیگر احباب کے ساتھ ان کی تیمارداری کیلئے گئے۔ اسی طرح فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب نقشبندی دامت برکاتھم العالیہ کی خرابی صحت کا پتا چلا تو اپنے دوستوں سمیت ان کی تیمارداری کیلئے محمد پورہ شریف فیصل آباد پہنچ گئے۔"

آج سے پانچ چھ ماہ قبل امام المناظرین، شیخ القرآن، حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد سعید احمد اسعد صاحب زید مجدہ کی بیماری کا پتا چلا تو عزیز فاطمہ ہسپتال ملت چوک فیصل آباد بیمار پرسی کیلئے گئے۔ ان کا اکثر معمول تھا کہ جب بھی کسی عالم دین کی عیادت کیلئے جاتے تو ساتھ پھل اور نقدی کی صورت میں نذرانہ ضرور پیش کرتے تھے۔

جنازوں میں شرکت کا عالم:

اس حدیث شریف میں حقوق المسلمین میں سے چھٹا حق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا وہ یہ ہے:

"واذا مات فاتبعه۔"

"اور جب وہ فوت ہو جائے تو اسکے جنازہ میں شرکت کرو۔"

۴: الخطیب البغدادی: تاریخ بغداد، جلد ۷، صفحہ ۳۹۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

رسول کریم ﷺ نے اس کو مسلمان کا حق قرار دیا ہے۔ جسے آج کل بہت کم اہمیت دی جاتی ہے لیکن قاری صاحب کا عمل اس معاملہ میں بھی دیدنی تھا۔

قاری صاحب کے برادر گرامی جناب محمد نعیم اختر صاحب نے بیان کیا کہ:

''قاری صاحب کا لڑکپن سے یہ عمل تھا کہ گاؤں کے تقریباً سب جنازوں میں شریک ہوتے۔ شہر میں آنے کے بعد اور ان گنت مصروفیات کے باوجود ان کو علم ہو جاتا کہ فلاں شخص فوت ہو گیا ہے تو وہاں ضرور پہنچتے تھے، چاہے دور دراز جانا پڑتا۔ حالانکہ یہ بڑی ہمت کی بات ہے کہ اپنے مشاغل سے وقت نکال کر چلے جانا۔''

قاری صاحب کی والدہ محترمہ بیان کرتی ہیں:

''جامعہ فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طالبات میں سے اگر کسی کا کوئی رشتے دار فوت ہو جاتا تو قاری صاحب کو بس اطلاع ملنے کی دیر ہوتی فوراً پہنچ جاتے۔ گرمی وسردی کا لحاظ بھی نہیں کرتے تھے۔ رات نو بجے بھی کبھی مہیس یا کسی اور گاؤں سے اطلاع ملتی رات اور خطرناک راستوں کی پرواہ کئے بغیر پہنچ جاتے۔ اور صرف جنازہ پڑھنے پر ہی اہتمام نہ کرتے بلکہ تدفین تک شرکت کا معمول تھا۔''

قارئین عظام یہ عالم تو تھا ان جنازوں کا جو عام لوگوں کے ہوتے تھے۔ اس سے اندازہ کریں کہ کسی اللہ والے یا عالم دین کا جنازہ کسطرح پہنچ کر پڑھتے ہوں گے۔ محترم حاجی محمد امین جیبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''اپنے شہر میں حضرت علامہ مولانا محمد صدیق احمد مجددی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ، حضرت مولانا محمد حنیف احمد مجددی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا جنازہ ہو یا داتا نگر لاہور میں حضرت علامہ مولانا الٰہی بخش قادری رضوی کا جنازہ ہو یا تاجدار حافظ آباد خطیب اسلام پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب حافظ آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا جنازہ ہو یا پھر جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فیصل آباد دھوبی گھاٹ میں جنازہ ہو سب جنازوں میں بڑی عقیدت و احترام کیساتھ شریک ہوئے۔''

محترم حاجی محمد عبد المجید صاحب کے جنازہ میں بھی لاہور جا کر شرکت کی۔ محدث اعظم پاکستان کے صاحبزادہ کا جنازہ بھی پڑھا تھا۔

تعزیت کیلئے جانا:

تعزیت کا مفہوم یہ ہے کہ لواحقین کو صبر جمیل اور حوصلہ کی تلقین کرنا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ہم گھوئینکی لدھڑ چک نمبر ۱۱۶ ر۔ب ہوا کرتے تھے ہمارے ایک دوست جناب محمد عامر سہیل کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئیں تو ان کے ہاں تعزیت کیلئے تشریف لائے۔ قاری صاحب کی آمد و ار تعزیت سے اور ان کی باتوں سے عامر سہیل بھائی کو بہت حوصلہ ہوا۔ یہ تو تھا شہر سے باہر کا معاملہ۔ شہر میں بھی کسی کا پتا چلتا تو تعزیت کیلئے ضرور تشریف لے جاتے اور ایسا بھی سننے میں آیا ہے کہ اگر کسی غریب کے ہاں گئے تو قل خوانی کا مکمل خرچ انہیں دے آئے۔ بقول شاعر

دھر میں انتخاب تھا وہ شخص
آپ اپنا جواب تھا وہ شخص

زہد و تقویٰ:

قاری صاحب اپنے احباب، اولاد اور ارادتمندوں کو ہمیشہ یہی تلقین فرماتے کہ دنیا لاشئی ہے اس سے یوں محبت نہ کرو تمہارا دین خراب ہو جائے۔ آج کل لوگ اکثر عقیدت مندوں سے نذرانے وصول کر کے خوش ہوتے ہیں جبکہ آپ کی طبیعت بالکل اس کے برعکس تھی اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کسی کی خدمت کرنے سے اتنے خوش نہ ہوتے تھے بلکہ جتنا کسی کے کردار کی خوبی دیکھ کر مسرور ہوتے تھے۔

فرمایا ایک بزرگ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

جے توفضل کریں ہک تارے اساں تارے تارے تارے
جو تو عدل کریں ہک موئے اساں موئے موئے موئے

یعنی اگر تو ایک تار برابر بھی فضل کرے تو ہم کامیاب ہو گئے اگر تو بال برابر بھی عدل کرے تو ہم مر گئے، مر گئے، مر گئے۔ تین تین مرتبہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا۔ قبر۔ حشر

قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے داماد محترم حافظ محمد عمران بیان کرتے ہیں کہ:

''جب ہم آپکے ہاں رات ٹھہرتے میں نے دیکھا ہم سونے کی تیاری کر رہے ہوتے تھے اور وہ قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف

ہوتے تھے۔صبح جب آنکھ کھلتی تو ان کو پھر مصلیٰ پر بیٹھے قرآن کریم کی ہی تلاوت کرتے پاتے۔"

جناب ڈاکٹر محمد ندیم رضوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

"قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے ایک بھائی نے اپنے بیٹے کیلئے قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ آپ کے بھائی کا بیٹا دبئی میں ہیئر سیلون کا کام کرتا تھا۔قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے صرف اس لئے اپنی بیٹی کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا کہ تمہارا بیٹا لوگوں کی داڑھیاں مونڈھ کر دولت کماتا ہے۔میں نے بزرگوں سے سنا ہے جو شخص لوگوں کی داڑھیوں کو مونڈھ کر دولت کمائے اس میں برکت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ دولت حلال ہے۔"

قارئین عظام! آج کے اس پرفتن دور میں جہاں لوگ ڈھونڈتے ہی دولت والا لڑکا ہیں۔خواہ وہ معاذ اللہ بے دین ہی کیوں نہ ہو قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا دنیا کے مال کو لات مار کر دین اسلام کی بات کرنا آپ کے انتہائی متقی اور پارسا ہونے کی دلیل ہے۔

اساتذہ کا ادب واحترام:

ترقی یافتہ اس زمانہ میں استاذ اور شاگرد کے درمیان اس رشتہ اخلاص وعقیدت کو سمجھنا و سمجھانا کس قدر مشکل ہے جو آج سے نصف صدی پہلے انقیاد واطاعت اور ادب واحترام کے روح افزاء منظر دیکھنے میں آتے۔ یہ تعلق حصول علم کی سنگلاخ وادیوں کا سفر نرم اور سبک بنا دیتا۔نتیجہ میں علم وعمل میں برکات کا ایک باب کھلتا۔انگریزی تہذیب و تمدن اور جدید تعلیم کا نظام جب تعفن بدوش ہندوستان میں داخل ہوا تو صدیوں کی یہ روایات اُلٹ کر رہ گئیں۔ پہلے طلباء استاذ کی طرف سے ایک لفظ کا بھی افادہ اپنے حق میں نعمت غیر مترقبہ سمجھتے،اب طلباء سکون کے ساتھ درس بیٹھ کر سن لیں۔استاد کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، ماضی کا استاد تخت نشین ہوتا اور طلباء کی جماعت بوریا نشین،اب کالجوں میں پروفیسر کھڑا ہوا ہے اور پڑھنے والے کرسیوں پر،گذشتہ دور نے یہ تخیل پیدا کیا تھا کہ استاذ کی زبان سے نکلے ہوئے ایک لفظ کی بھی قیمت ادا نہیں کی جاسکتی اور اس وقت ٹیوشن کی معمولی فیس استاد کے پورے علم کو خرید سکتی ہے۔روایات کے اس انقلاب نے علم کی کائنات کو تہہ وبالا کر دیا مگر اس دور کو دیکھ کر گذشتہ پچاس سالہ عہد اور اس سے پہلے کی مسلسل تاریخی کڑیوں کو ایک دوسرے پر قیاس نہ کیجئے جو زمانہ گزر چکا اس میں سعادت مندوں کا یہ اعلان تھا۔

"جس نے مجھے ایک حرف سکھایا میں اس کا ہمیشہ کیلئے غلام بن گیا۔"

قاری محمد حبیب قادری رضوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے اساتذہ کا بے حد احترام کیا کرتے تھے۔اپنے سب کچھ کو اپنے اساتذہ کا فیض سمجھتے تھے اور انکی دعاؤں کا نتیجہ سمجھتے تھے۔حد تو یہ ہے کہ آپ نے فضل وکمال اور شہرت وامتیاز کے اس زمانہ میں بھی اپنی اساتذہ کرام کے احترام اور عقیدت میں کوئی فرق نہیں آنے دیا تھا۔

راقم الحروف نے کئی بار دیکھا کہ:

"قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جب استاذ العلماء و المدرسین، حضرت علامہ مولانا ابو الطیب مفتی محمد ذوالفقار علی رضوی دامت برکاتھم العالیہ کے سامنے آتے تو احتراماً جھک جاتے اور آگے بڑھ کر دست بوسی کرتے اور خیر یہ تو آپ کا معاملہ استاذ العلماء والمدرسین سے تھا جو آپ کے سب سے بڑے استاذ تھے۔آپ کی والدہ ماجدہ کے بیان کے مطابق آپ کی نیاز مندی وشاگردانہ سعادت تمام ہی اساتذہ کے ساتھ اسی نوعیت کی تھی۔والدہ صاحبہ کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ:

"اساتذہ کے اہل وعیال میں سے اگر کوئی ہمارے گھر آتا تو ان کے ادب واحترام میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھتے"۔

اللہ تعالیٰ نے اس حُسنِ اخلاص، حسن نیت، حسن عمل کا ثمرہ اس طرح عنایت فرمایا کہ بلاشبہ آپ کے تلامذہ طلبہ وطالبات کو آپ کے ساتھ جو تعلق اور عقیدت ہے دور حاضر میں اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔گویا خدمت سے مخدومیت تک پہنچنے کا مشہور مقولہ آپ کی زندگی میں اپنی تمام سچائیوں کے ساتھ جلوہ نما رہا۔

اساتذہ کی خدمت:

اساتذہ کرام کی خدمت قاری صاحب کی عادت ثانیہ بن چکی تھی بلکہ بقول قاری صاحب کے برادر گرامی جناب محمد نعیم اختر صاحب کے اپنی تنخواہ میں سے ایک حصہ اپنے اساتذہ وعلماء کرام کیلئے مختص ہوتا

تھا۔ جواساتذہ وعلماء کرام حیات ہیں۔ وقتاً فوقتاً حسب وسعت ان کی طرف ہدایا تحائف بھیجتے تھے۔

حاجی محمد امین جیبی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''گھر کوئی نئی و اعلیٰ چیز پکتی تو علامہ صاحب (یعنی مفتی محمد ذوالفقار علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ) کیلئے لاتے اور ان کو پیش کرتے، عید الفطر اور عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر عمامہ شریف، سوٹ، خوشبو اور نقدی کی صورت میں نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔ مفتی صاحب کو آم پسند ہیں گرمیوں میں آموں کے تحائف بھیجتے۔ اسکے علاوہ اگر کوئی کام اُن کے ذمہ مفتی صاحب لگاتے تو تمام کاموں کو پس پشت ڈال کر مفتی صاحب کا کام پورا کرتے تھے۔''

پیر و مرشد اور ان کی اولاد کا ادب:

آپ نے پیکر صدق و صفا، بدر المشائخ، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، حضرت علامہ مولانا الحاج پیر محمد شوکت حسن خان قادری رضوی نوری دامت برکاتھم العالیہ آف کراچی کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔

محترم محمد اشفاق رضوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''پیر صاحب آتے تو پیر صاحب کی قدم بوسی بھی کرتے۔ کبھی پیر صاحب کو پشت کر کے نہ چلے اور چل رہے ہوتے تو پیر صاحب کے پیچھے پیچھے چلتے۔ اگر پیر صاحب تشریف فرما ہوتے تو ان کے سامنے کبھی اونچا نہ بولا کرتے تھے۔ اکثر خاموش بیٹھے رہتے۔ اگر گفتگو کا موقع ملتا تو نہایت آہستگی سے گفتگو کرتے۔ اپنے شیخ کریم و مرشد کریم کے احکامات کی متابعت زندگی کا نصب العین تھا۔ جو حکم ملتا سر آنکھوں پر رکھتے اور عمل درآمد کیلئے جی جان سے کوشش کرتے۔ پیر صاحب نے اگر کسی جانی دشمن سے بھی ملنے کو کہا تو فوراً جا کر اس کو ملتے۔ شیخ کریم کی محبت اپنے کمال پر تب پہنچتی ہے جب مرید اپنی پسند و ناپسند شیخ کی پسند و ناپسند کے تابع کر دے اور اس کی طبیعت شیخ کے رنگ میں جذب ہو جائے۔ بقول ظفر:

محبت کا یہ مطلب ہے کہ میں نے
وہی چاہا جو کچھ تم نے چاہا

قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس اصول محبت کو سمجھا اور خوب سمجھا۔ چنانچہ صورتحال یہ تھی کہ جن سے شیخ کو محبت تھی ان سے آپ کو محبت تھی، جن سے انہیں نفرت تھی ان سے آپ کو نفرت تھی۔ محترم ڈاکٹر محمد ندیم رضوی بیان کرتے ہیں کہ:

''پیر صاحب کا ادب اس حد تک بجالاتے جب ہم سب پیر بھائی کراچی جاتے، ہوٹل میں قیام ہوتا کچھ احباب کا اصرار ہوتا تھا کہ سامان رکھتے ہی فوراً پیر صاحب کی بارگاہ میں حاضری دی جائے ان کا جذبہ محبت اپنی جگہ مگر قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا جذبہ عشق یہ تھا کہ تھوڑا آرام کیا جائے تا کہ اتنے لمبے سفر کی تھکاوٹ دور ہو سکے پھر غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر خوشبو وغیرہ لگا کر پیر صاحب کے ہاں حاضری دی جائے۔''

قاری صاحب کا الحمدللہ پوری زندگی یہی معمول رہا جب بھی کراچی گئے یونہی اہتمام کے ساتھ حاضری دیتے اور کبھی مرشد کے پاس خالی ہاتھ نہ گئے۔ اگر کبھی بیماری کی وجہ سے حاضری نہ ہو سکتی تو دوسرے احباب کے ہاتھوں پیر صاحب کیلئے ہدایا اور تحائف ضرور بھیجتے۔ اور یہی حال مرشد کریم کے صاحبزادگان کے ساتھ ادب و احترام کا تھا۔ ۲۰۱۲ء میں آپ کو پیر صاحب سے خلافت بھی عطا ہوئی۔

سائل کو دروازے سے نہ جھڑکنا:

قاری صاحب کی یہ عادت مستمرہ تھی کہ کوئی کسی قسم کی مالی یا اور حاجت لیکر آتا تو فوراً جتنا ہو سکتا پوری کر دیتے بلکہ متعدد بیوائیں ایسی ہوتی تھیں جن کو ماہانہ کچھ نہ کچھ ضرور بھیجا کرتے تھے۔ اگر پتا چلتا کسی کے گھر راشن نہیں ہے تو اسے راشن لے کر دیتے اور کسی دوسرے کو تو کیا اس کے ہمسائے کو بھی کانوں کان خبر نہ ہونے دیتے تھے۔

قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی والدہ ماجدہ اور صاحبزادہ محمد بلال حبیب قادری بیان کرتے ہیں کہ:

''دروازے پر آئے سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے کچھ نہ کچھ ضرور دیتے تھے۔''

قاری صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے داماد جناب حافظ محمد عمران صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

''قاری صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی تم سے اللہ رسول کے نام پر مانگتا ہے۔ اللہ رسول کے نام کی صدا کرتا ہے تو اس کو

کبھی بھی خالی نہ موڑو خواہ تمہیں علم بھی ہو جائے کہ یہ مستحق نہیں لیکن بعد میں اس کو سمجھا دو کہ آئندہ کسی سے اللہ رسول کا واسطہ دے کر کچھ نہ مانگنا۔ یہ واسطہ بھیک مانگنے کیلئے نہیں بلکہ بخشش مانگنے کیلئے ہے۔

بڑوں کا ادب:

قاری صاحب میں بڑوں کا ادب بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اگر کسی سفید ریش بزرگ کو دیکھتے یا ملتے تو جھک جاتے ایک بار راقم کسی ضروری کام سے آپکے ساتھ جامعہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے کھڑا محو گفتگو تھا کہ ایک سفید ریش بزرگ آئے۔ قاری صاحب ان کو جھک کر ملے وہ بزرگ کہنے لگے:

''آپ صاحب علم ہیں اور میری بچیوں کے استاد ہیں یوں جھک کر شرمندہ نہ کیا کریں، جھکنا تو آپ کے سامنے ہمیں چاہیے۔ آپ ہمارے محسن و مربی ہیں آپ کی وجہ سے میری بچیوں کو کچھ دین کی سمجھ بوجھ حاصل ہو رہی ہے۔''

قاری صاحب خاموشی سے سر جھکائے ان کی گفتگو سنتے رہے جب وہ خاموش ہوئے تو کہا:

''جن سفید بالوں کا رب حیاء کرتا ہے ہم گناہ گار کیسے کیا ہوتے ہیں ان کا حیا نہ کریں۔''

۹۸۷۶ قاری صاحب کے دونوں بھائیوں سے جو کہ آپ سے بڑے ہیں آپ کی وفات کے بعد جب راقم نے انٹرویو کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے ساتھ کبھی اونچی آواز میں پوری زندگی بات نہیں کی۔ چھوٹا ہو کر بڑوں والے کام کرتا تھا۔ حق تو ہمارا تھا کہ ہم اس کی خدمت کرتے مگر وہ الٹا ہماری خدمت کیا کرتا تھا۔ کوئی کام بھی کرتا خواہ وہ چھوٹا ہوتا یا بڑا ہمارے ساتھ مشورہ کے بغیر نہیں کرتا تھا۔

چھوٹوں سے پیار:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''من لم یرحم صغیرنا و یعرف حق کبیرنا فلیس منا۔''

''جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے (ادب نہ کرے) وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔(۵)

قاری صاحب کا بڑوں کا ادب تو آپ ملاحظہ کر ہی چکے۔ اسی طرح چھوٹوں سے پیار بھی دیدنی تھا۔ ہر وقت جیب میں ٹافیاں رکھتے جو بچوں میں تقسیم کرتے رہتے تھے۔ قاری صاحب کے معمولات زندگی میں سے تھا صبح فجر کی نماز کے بعد دس پندرہ منٹ کا درس دیتے پھر بچوں کو ۷:۴۵ تک ناظرہ قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ راقم الحروف کو دو بار دیکھنے کا موقع ملا کہ آپ کے پاس تقریباً ۱۵۰ بچے صبح پڑھتے تھے۔

دوسری بار ملاقات میں، میں نے مزاحاً عرض کیا:

''قاری صاحب آپکے پاس کون سی ''گیدڑ سنگھی'' ہے جو آپ سنگھاتے ہیں اور آپکے پاس ماشاءاللہ بچوں کی اتنی بڑی تعداد پڑھنے کیلئے آتی ہے۔ حالانکہ دیگر مساجد میں بچوں کی تعداد بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔''

ہنس کر فرمانے لگے:

''ہفتہ بعد سب طلباء میں ٹافیاں وغیرہ تقسیم کر دیتا ہوں۔ گرمیوں میں کبھی کبھی مشروب وغیرہ بنا کر بچوں کو پلا دیتا ہوں اور جو بچہ سبق صحیح سناتا ہے اسے انعام وغیرہ دیتا رہتا ہوں۔ حتی الوسع کوشش کرتا ہوں کہ کسی بچے کی دل آزاری نہ ہو۔ یہی کوشش کرتا ہوں کہ بچوں سے پیار ہی کیا جائے وہ اس لئے بھی کہ ہمارے آقا ﷺ بھی تو بچوں سے پیار کیا کرتے تھے۔''

راقم بھی سو فیصد اس بات سے متفق ہے کہ قاری صاحب کا بچوں سے پیار ہی اتنی تعداد میں بچوں کو آپ کے ہاں آنے پر مجبور کرتا تھا اور کرتا رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

کچھ دفعہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ جب قاری صاحب مدرسہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے واپس گھر تشریف لاتے تو محلے کے بچوں کو اپنے ساتھ سائیکل پر بٹھا لیتے تھے اور انہیں محلہ کی گلی میں سائیکل پر بٹھا کر سیر کرواتے تھے۔ ایسا اکثر اوقات یتیم و مسکین بچوں کے ساتھ کرتے تھے۔

۔۔۔جاری ہے۔۔۔

۵: ابوداؤد: السنن، کتاب الادب، باب: فی الرحمۃ رقم الحدیث: ۴۹۴۳ ص ۹۷۶ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحَمٖ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمٖ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

Monthly
Ahl-e-Sunnat International
Gujrat - Pakistan
Regd. No. CPL 73
www.qadriaashrafia.org
Mob:0333.8403147